https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
اپریل ۲۰۲۵ء

الاشرف
کراچی

Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

جامع مسجد (بحریہ ٹاؤن لاہور)

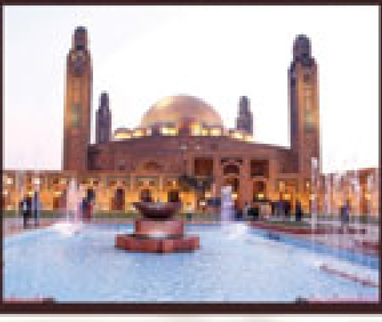

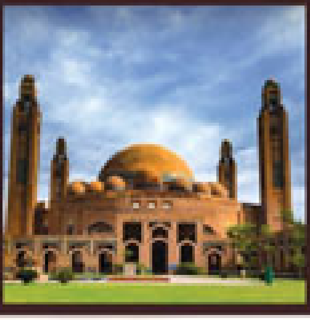

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- حضورِ اکرم ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں
- تقریبِ ختمِ بخاری (قسط:۱)
- جنگِ اُحد اور اس کے اسباب
- حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ (قسط:۱)

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماھنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
در ہائے بستہ را زکلید کرم کشا

شوال المکرم ۱۴۴۶ھ
اپریل ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۶ شمارہ نمبر ۴

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابومخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقام اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت ــــــ حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ ــــــ 3

آغازِ گفتگو ــــــ ایڈیٹر ــــــ 4

درسِ قرآن ــــــ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ 8

درسِ حدیث ــــــ حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ 10

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں... ــــــ حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ 12

تقریبِ ختمِ بخاری... (قسط:۱) ــــــ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی ــــــ 14

جنگِ اُحد اور اس کے اسباب ــــــ جناب پروفیسر اعظم خان سوری صاحب ــــــ 17

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط:۴) ــــــ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ ــــــ 20

زندگی ناپائیدار ہے... موت کیا شے ہے؟ ــــــ ازقلم: جناب مبشر احمد عارف دہلوی مرحوم ــــــ 24

حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ... (قسط:۱) ــــــ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی ــــــ 26

عرفانِ شریعت.. شوال کے فضائل و مسائل ــــــ حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ ــــــ 30

تذکرۂ علمائے اشرفیہ... حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ (قسط:۱) ــــــ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی ــــــ 33

کیا تعویزات میں اثر ہے؟ ــــــ جناب حنظلہ اشرفی صاحب ــــــ 37

تبصرہ ''اشرف الصلاۃ'' ــــــ صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر) ــــــ 39

غذائیت کی تکمیل میں پھل اہم کردار ادا کرتے ہیں ــــــ انتخاب ''اخبارِ طب'' ــــــ 41

الاشرف نیوز ــــــ صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی ــــــ 44

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ

ترے حمد کی نہیں انتہا تیری شان جل جلالہ
تیرا ذکر دافع ہر بلا تیری شان جل جلالہ

تو کریم ہے تو خبیر ہے تو رحیم ہے تو قدیر ہے
تیری رحمتوں کا ہے آسرا تیری شان جل جلالہ

نہ کرم کا تیرے مثال ہے نہ نذیر ہے نہ شریک ہے
نہیں جیسی کوئی تیری عطا تیری شان جل جلالہ

تو ہی رب ہے سارے جہاں کا تیری شان بندہ نواز ہے
تو ہی بخش دے میری ہر خطا تیری شان جل جلالہ

ہے ہدایتوں کا سلسلہ جو رسول تو نے ہمیں دیا
تب ہی سب کو تیرا پتا چلا تیری شان جل جلالہ

جو تیرے رسول کا ہوگیا وہی بالیقیں تجھے پا گیا
تیرا قرب اصل ہے مدعا تیری شان جل جلالہ

ہیں گناہ گرچہ بہت بڑے نہیں کرم سے تیرے بڑے
ہو قبول اظہار کی دعا تیری شان جل جلالہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ

محتاج کو سرکار بلائیں تو عجب کیا
سوئی ہوئی تقدیر جگائیں تو عجب کیا

سچ ہے کہ گنہگار و خطاوار بہت ہوں
پھر بھی میرے سرکار نوازیں تو عجب کیا

کچھ حسنِ عمل پاس نہیں پھر بھی یقین ہے
بخشش کا جو مژدہ وہ سنائیں تو عجب کیا

گزری ہے میری زندگی افکار و الم میں
دامانِ کرم میں وہ چھپائیں تو عجب کیا

مشتاق نگاہوں کی وہ تسکین کی خاطر
خود آ کے اگر جلوہ دکھائیں تو عجب کیا

منجھدار میں ہوں پھر بھی مری آس بندھی ہے
کشتی کو مری پار لگائیں تو عجب کیا

پلٹا ہے زمانہ شہ والا کے کرم سے
اظہار کو بھی گر وہ نبھائیں تو عجب کیا

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

''غصہ کے نقصانات اور اس کا علاج''

ایڈیٹر

آج ہماری گفتگو کا عنوان ہے **''غصہ کے نقصانات اور اس کا علاج''** غصہ ایک ایسی چیز ہے جو انسانی عقل کو زائل کر دیتا ہے غصہ کی حالت میں انسان جو کام یا فیصلہ کرتا ہے اسے بعد میں ندامت و شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لیے کبھی بھی غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جب کسی معاملے میں فیصلہ کرنا ہو تو نہایت صبر و تحمل سے اور غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ کسی نے بڑی پیاری بات کہی تھی کہ غصہ ہمیشہ حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہوتا ہے اور حدیث شریف کے مطابق پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

(بخاری شریف)

پتا چلا کہ کسی کو پچھاڑنا یا گرانا آسان ہے لیکن غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا بڑا مشکل ہے اور جو شخص غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھتا ہے تو اس سے پھر کوئی غلط قول یا فعل سرزد نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ جب بھی ہمیں غصہ آئے تو اس میں کوشش کریں کے اپنے آپ کو قابو میں رکھیں۔

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: **''غصہ میں انسان بے ادب ہو جاتا ہے اور جو بے ادب ہو جائے اس کا شرافت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا''۔**

اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ غصہ کتنی خطرناک چیز ہے کہ جب انسان بے ادب ہو جائے تو پھر اس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں جو شرافت کے خلاف ہوتے ہیں اور اس کو ظاہری و باطنی طور پر نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً اگر غصہ میں والدین کی شان میں گستاخی ہو گئی یا بے ادبی ہو گئی تو اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہو جاتی ہے، اگر غصہ میں استاد کی بے ادبی ہو گئی تو علم سے محروم ہو جائے گا، اگر غصہ میں اپنے شیخ کی بے ادبی کر دی تو طریقت میں کبھی بھی کوئی مقام حاصل نہیں کر سکے گا۔ یعنی ہر طرح وہ نقصان ہی میں رہے گا اس لیے اس سے بچنا بڑا ضروری ہے۔ مولانا روم مثنوی شریف میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''ایک دانا شخص نے حضرت عیسیٰ سے سوال کیا کہ دنیا میں سب سے سخت اور خطرناک شی کونسی ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ کا غصہ''۔ دانا شخص نے کہا بالکل

https://www.ashrafia.net

ٹھیک ہے، لیکن اس سے بچنے کی کوئی تدبیر بھی بتایئے۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص خدا کے قہر و غضب سے محفوظ رہتا ہے جو دوسروں پر غصہ نہ کرے اور مظلوموں پر ظلم نہ کرے۔

مثنوی کی اس حکایت سے پتا چلا کہ جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے یعنی غصہ پی جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں جگہ پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرماتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہیں تو اس کے بندوں پر غصہ کرنا چھوڑ دیں اور جب بھی غصہ آئے تو خاموشی اختیار کریں اور کوشش کریں کہ کوئی عمل ایسا سرزد نہ ہو جو دوسروں کے لیے اذیت و پریشانی کا باعث ہو۔

غصہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا عمل:

شہزادۂ حضور ﷺ، جگر گوشۂ بتول، سردارِ نوجوانانِ جنت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اس دوران آپ کی لونڈی سالن کی رقاب لے کر آئی اس کے ہاتھ سے وہ رقاب چھوٹ کر آپ کے اوپر گری۔ گرم گرم سالن جسمِ مبارک پر گرا، کپڑے خراب ہوئے، غصہ آنا ایک فطری امر تھا، آپ نے غصہ کی حالت میں اس کی طرف دیکھا ابھی کچھ کہنے ہی والے تھے کہ اس نے فوراً قرآنِ کریم کی ایک آیت پڑھی "والکظمین الغیظ" اور غصہ پینے والے۔ آپ نے یہ سنا تو فوراً مسکرانے لگے۔ اس نے آیت کا بقیہ حصہ پڑھا "والعافین عن الناس" اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں آپ نے فرمایا: ''جا! میں نے تجھے معاف کردیا'' اس نے آیت کا اگلا حصہ پڑھا "واللہ یحب المحسنین" اور اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جا! میں نے تجھے آزاد بھی کردیا''۔

اس سے پتا چلا کہ ہمیں قرآنِ کریم اور احادیثِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے غلطی کرنے والوں کو معاف کردینا چاہیے۔ غصہ میں لوگوں کے گھر برباد ہوجاتے ہیں۔ مثلاً میاں بیوی میں لڑائی ہوئی دونوں میں کسی بات پر تکرار ہوگئی اب ایسی صورت میں ہونا یہ چاہیے کہ دونوں میں سے ایک خاموش ہوجائے تو معاملہ وہیں رک جاتا ہے لیکن اگر میاں بیوی دونوں برابر ایک دوسرے سے بحث کرتے رہیں اور ایک دوسرے کے لیے غلط الفاظ استعمال کریں تو بعض اوقات شوہر غصہ میں طلاق دے دیتا ہے اور جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو پھر خیال آتا ہے کہ میں نے یہ کیا کیا۔ بیوی یہ سوچتی ہے کہ میں نے شوہر سے کیوں بحث کی کاش کہ میں ایسا نہ کرتی تو طلاق نہ ہوتی۔ غرضیکہ دونوں اپنی جگہ نادم اور شرمندہ ہو رہے ہوتے ہیں لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا ہوتا ہے تو سوائے پچھتاوے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ہے غصہ کا سب سے بڑا نقصان۔ طلاق سے تین کو نقصان ہوتا ہے شوہر کو، بیوی کو اور ان کے بچوں کو۔ اگر شوہر دوسری شادی کرلے تو بچوں کے لیے سوتیلی ماں ہوگی، اگر بیوی دوسری شادی کرلے تو بچوں کے لیے سوتیلا باپ موجود ہوگا اور اگر دونوں شادی نہ کریں علیحدگی اختیار کرلیں کیونکہ علیحدہ ہونا لازمی ہے کہ جب طلاق ہوگئی تو

https://www.ashrafia.net

دونوں ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہیں۔تو ایسی صورت میں بچے اگر باپ کے پاس رہیں تو ماں کی محبت سے محروم اور اگر ماں کے پاس رہیں تو باپ کی شفقت سے محروم یعنی دونوں صورتوں میں ان کی شخصیت مجروح ہوجاتی ہے۔نہ صحیح طور پر تعلیم ہوتی ہے نہ ہی تربیت اور بعض اوقات وہ بغاوت پر اتر آتے ہیں ذرا سا غور کریں کہ ہماری معمولی سی غلطی سے کتنا بڑا نقصان ہوا اس لیے ہمیں چاہیے کہ لڑائی جھگڑوں میں اور خصوصاً میاں بیوی کے درمیان جو جھگڑے ہوتے ہیں کبھی بھی غصہ میں نہ آئیں بلکہ صبر وتحمل کے ساتھ فیصلہ کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔حضرت سلیمان بن صرد فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا۔ہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص دوسرے کو غصے کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہوجائے اگر یہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" کہہ لے تو غصہ دور ہوجائے گا''۔(بخاری شریف، حدیث:۱۱۱۵)

اس حدیث شریف سے یہ پتا چلا کہ اگر ہم چاہیں کہ غصہ دور ہوجائے تو "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لیں۔ ان شاءاللہ غصہ دور ہوجائے گا۔یہ ایک ایسا علاج ہے جو ہر آدمی آسانی سے کرسکتا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے،اب اگر اس کا غصہ رفع ہوجائے (تو بہتر ہے) ورنہ پھر لیٹ جائے''۔(سنن ابی داؤد، حدیث:۴۷۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:''ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔اس وقت حضور نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔(ظالم کی باتیں) سن کر حضور ﷺ مسکراتے رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے،لیکن جب اس نے بہت برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی طرف سے کچھ باتوں کا جواب دیا تو حضورِ اقدس ﷺ ناراض ہوکر وہاں سے تشریف لے گئے یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا اور فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ: ''یارسول اللہ ﷺ! جب وہ مجھے برا کہتا رہا تو آپ تشریف فرما رہے اور جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپ ﷺ ناراض ہوکر تشریف لے آئے،اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ:''اے ابوبکر سنو! جب تک تم خاموش تھے تو اس وقت تمہاری طرف سے فرشتہ جواب دیتا رہا مگر جب تم نے اپنے دفاع میں جواب دینا شروع کیا تو اس وقت تمہارے درمیان سے وہ فرشتہ ہٹ گیا اور شیطان بیچ میں آگیا۔پھر بھلا میں شیطان کی موجودگی میں کیسے بیٹھا رہوں؟'' پھر حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

https://www.ashrafia.net

”اے ابوبکر سنو! تین چیزیں بالکل برحق ہیں: (۱) جس پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور اس کی مدد کرے گا (۲) جو شخص تعلقات جوڑنے کے لیے عطیہ دینا شروع کرے تو اللہ تعالیٰ کثرت سے عطا فرمائے گا (۳) جو آدمی مال بڑھانے کے لیے سوال کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے یہاں قلت میں اضافہ فرمائے گا۔ (مسند احمد، حدیث: ۹۶۲۴)

ان آیات واحادیث سے یہ پتا چلا کہ غصہ کے نقصانات کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کے نقصانات بھی بتا دیے اور علاج بھی تجویز فرما دیے۔ اب ہمیں چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کی ان احادیث پر عمل کریں تاکہ ہم اپنے غصہ پر قابو پا سکیں اور اس کے نقصانات سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

منقبت درشانِ

سید الشہداء امیر طیبہ **حضرت سیدنا امیر حمزہ** رضی اللہ عنہ

جناب محمد ممتاز رضا قادری نانپوری صاحب

نبی پہ دل سے ہوئے ہیں شیدا ، امیر حمزہ
عطا کیا ہے خدا نے پیارے بلند رتبہ امیر حمزہ

بتائیں کس کا ہے ایسا رتبہ، نبی سے جن کا قریبی رشتہ
نبی کے جو ہیں رضاعی بھائی ، فقط ہے تنہاء امیر حمزہ

خدا و رسل کے اسد وہی ہیں ، بلند رتبہ جری وہی ہیں
دلاوری میں ہے شانِ یکتا ، کوئی نہ تجھ سا امیر حمزہ

نبی کی اُلفت ، نبی کی قربت ، خدا نے جن کو عطا کیا ہے
وفا کا پیکر، نبی کا پیارا، ہے فردِ یکتا امیر حمزہ

پڑھا کے ستر دفعہ جنازہ ، نبی نے خود ہے جسے سراہا
فقط ہے تنہاء ، جہاں میں ایسا نصیب والا امیر حمزہ

رقم کر کے جو صفت تمہاری، نہیں ہے ایسی سکت ہماری
ہے ذات تیری بڑی نرالی ، کہے یہ شیدا امیر حمزہ

نگاہِ لطف و کرم جو ہوگا ، جگے گا میرا بھی بختِ خفتہ
گدا ہے ممتاز تیرے در کا ، عطا ہو صدقہ امیر حمزہ

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۶۸ تا ۶۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ
اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَلَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ
رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّکُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (۶۸) اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
وَالَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۶۹)

ترجمہ: اے رسول! پہنچا دو جو کچھ نازل ہوا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے نہیں پہنچایا اس کا پیام اور اللہ تیرا نگہبان ہے لوگوں سے، بے شک اللہ راہ نہیں دیتا قومِ کفار کو، فرما دیجئے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی شے پر جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ نازل ہوا، تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اور بے شک اے محبوب! زیادتی ہوگی بہتوں کی ان میں جو تمہاری طرف اترا، اس سے شرارت اور کفر کی، تو تم مایوس نہ ہو گا کافروں کے معاملہ پر۔ بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور نصرانی، جو بھی ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور نیک عمل کریں تو ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کوئی اندیشہ۔

شانِ نزول:

رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف، رافع بن حرملہ یہودی، بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملتِ ابراہیمی پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبیوں اور کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ٹھیک ہے، مگر تم لوگ اپنے دین اور کتب سے منکر ہو گئے ہو، تم نے اپنے لیے نیا دین گھڑ لیا ہے جن احکام کو ظاہر کرنے کا حکم تھا تم نے چھپا دیے۔ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں“۔ وہ بولے: ہم آپ کے دین سے بیزار ہیں اور ہم حق پر ہیں، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

(خازن)

https://www.ashrafia.net

اس آیتِ مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کو توبیخ ہے کہ تم لوگ کسی مذہب پر نہیں جب تک ان احکام کی پیروی نہ کرو جو توریت و انجیل میں ہے اور وہ صفات و نعت جنابِ مصطفےٰ ﷺ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی اتباع کا حکم ہے، جب تک اس کے مطابق نہ چلیں اور قرآن کریم کو نہ مانیں، ان کا مذہب کچھ نہیں مگر ان کی شرانگیزی اور کفر پرستی اور زیادہ ہوتی جائے گی۔ جتنا قرآن نازل ہوگا، ان کا مکابرہ اور عناد ہی ترقی کرے گی تو آپ ﷺ ان کی اس مخالفت سے غمگین ہر کر مایوس نہ ہوں (مدارک)

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ .... خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۶۹)

اس میں کلام مستانف کے ساتھ ترغیب ایمان اور عمل صالح کی فرما کر ان کی اندرونی حالت کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ثوری سے مروی ہے کہ: انهم الذین اٰمنوا بالسنهم وهم المنفقون یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے ایمان لائے اور در حقیقت منافق تھے واختار القاضی ان المراد بهم المتدینون بدین محمد ﷺ مخلصین کانوا او منافقین۔

قاضی اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد متدین بہ دین مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ عام اس سے کہ مخلص الایمان ہوں یا منافق اور هَادُوۡا سے وہ لوگ مراد ہیں جو یہودیوں میں داخل ہیں اور والصبئون کے متعلق حسن حلبی کہتے ہیں:

قوم خرجوا عن دین الیهود والنصاری وعبدوا الملائکة

یہ وہ قوم ہے جو یہود و نصاریٰ سے نکل کر ملائکہ پرستی میں پڑ گئی اور ستارہ پرست بھی۔ بعض نے کہا:

حسن المحاضرة فی اخبار المصر والقاهرة میں حضرت جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ذکر آئمہ التاریخ میں فرماتے ہیں:

ان اٰدم علیه السلام اوصیٰ لابنه شیث وکان فیه وفی بنیه النبوة والدین وانزل علیهم تسعاً وعشرین صحیفة وانه جاء الی ارخ مصر۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو (جنہیں نبوت اور دین عطا ہوا تھا) وصیت کی اور حضرت شیث علیہ السلام پر ۲۹ صحیفہ نازل ہوئے اور وہ ارضِ مصر میں تشریف لائے اور آپ کو ایلون بلایا گیا۔ چنانچہ آپ اور اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ ایلون تشریف لے گئے۔ حضرت شیث علیہ السلام تو پہاڑ کے اُوپر سکونت پذیر ہوئے اور اولادِ قابیل نیچے کے میدان میں رہے۔ پھر شیث علیہ السلام کے خلیفہ ان کے بیٹے انوش ہوئے اور ان کے خلیفہ ان کے بیٹے قونان بنے اور قونان کے جانشین ان کے بیٹے مہلائیل کو حاصل ہوئی اور ان کی جگہ ان کے بیٹے پرد خلیفہ ہوئے اور مہلائیل نے وصیتِ شیث دے کر تمام علوم میں ماہر کر دیا۔ واخبرہ بما یحدث فی العالم اور دنیا میں جو آدم علیہ السلام آنے والے تھے سب کی خبر دی اور فنِ نجوم میں بھی ماہر کر دیا اور وہ کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی وہ اپنے بیٹے اخنوخ کو دی، پھر چالیس سال کے بعد اخنوخ (جنہیں ادریس علیہ السلام کہا جاتا ہے) منصبِ نبوت پر فائز ہوئے اور آپ ہی کو ہرمس کہا جاتا ہے۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۲۵)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَازِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

......الفصل الثانی......

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ الْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَقُلْتُ الْبَسْ ثَوْبًا وَاَعْطِنِيْ اِزَارَكَ حَتّٰى اَغْسِلَهٗ قَالَ اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ اَبِي السَّمْحِ قَالَ يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ.

ترجمہ: **دوسری فصل**

(۱) روایت ہے انہی سے (عبداللہ بن عباس) فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو بکری صدقہ دی گئی وہ مرگئی حضور انور ﷺ اس پر گزرے تو فرمایا کہ: ”تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی تم اِسے پکا لیتے اور نفع اٹھاتے“۔ لوگوں نے عرض کیا کہ: وہ تو مردار ہے۔ فرمایا کہ: ”اس کا کھانا صرف حرام ہے“۔(۱) (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیوی سے فرماتی ہیں کہ ہماری بکری مرگئی، ہم نے اس کا چمڑا پکالیا پھر ہم اس میں نبیذ بناتے رہے، حتی کہ وہ پرانی مشک بن گئی (۲) (بخاری)

روایت ہے حضرت لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے (۳) فرماتی ہیں کہ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی گود میں تھے کہ آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کردیا (۴) میں نے عرض کیا کہ اور کپڑا پہن لیجئے اپنا تہبند مجھے دے دیجئے کہ دھوؤں۔ فرمایا: لڑکی کے پیشاب کو خوب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے پانی بہادیا جاتا ہے (۵) (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ابی سمح سے

https://www.ashrafia.net

ہے فرماتے ہیں کہ لڑکی کے پیشاب سے دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جاتا ہے (۶)

شرح:

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کی کھال پکنے سے پاک ہوجاتی ہے، حتی کہ مردار کے بال، سوکھی ہڈیاں، پٹھے پاک ہیں۔ سوائے کھانے کے اور کام میں لائے جاسکتے ہیں۔ دیکھو ہاتھی کا دانت اور مری بھینسوں کے سینگ وغیرہ کی کنگھیاں اور کنگن بنائے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو ہاتھی کے دانت کے کنگن پہنائے۔

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ مردار کی کھال اگر پختہ طور پر پکالی جائے تو بھیگ کر بھی ناپاک نہ ہوگی، ہاں اگر صرف دھوپ سے پکائی گئی ہے تو بھیگ کر بدبو بھی دے گی اور ناپاک بھی ہوجائے گی۔

صحابیہ کا تعارف:

(۳) آپ کی کنیت اُم فضل ہے، قبیلہ بنی عامر سے ہیں، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد آپ رضی اللہ عنہا سے ہی ہے، حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں آپ اسلام لائیں، عبد اللہ بن عباس اور فضل ابن عباس جیسے اسلام کے شہزادوں کی ماں ہیں (۴) عشاق کہتے ہیں کہ نانا کی گود میں پیشاب کرنا سنت حسین ہے اور نواسے سے اپنے کپڑوں پر پیشاب کرانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سنا گیا ہے کہ حضرت مجدد سرہندی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرے ایک نواسہ (یعنی بیٹی کا لڑکا) ہوگا۔ اس بچے سے میری قبر پر پیشاب کرادیا جائے پھر قبر دھودی جائے کیونکہ ساری سنتوں پر میں نے عمل کیا، نواسے سے پیشاب کرالینے کی سنت ادا نہیں ہوسکی، یہ سنت میری قبر پر ادا کرائی جائے۔ سبحان اللہ! فتویٰ عشق کچھ اور ہی ہے (۵) کیونکہ شیر خوار بچی کا پیشاب بچے کے پیشاب سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے، نیز کپڑے پر پھیلتا زیادہ ہے اس لیے معمولی پانی سے دُھلتا نہیں، لڑکے کا پیشاب اس کے برعکس ہے۔ یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خلاف نہیں (۶) یہ حضرت ابوسمح کا اپنا قول ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، وہ اپنے خیال میں ینضح کے معنی کر رہے ہیں۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں نضح کے معنی پانی بہانا ہے نہ کہ چھینٹا مارنا۔ خیال رہے کہ ابوسمح کا نام ایاد ہے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام وخادم ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ: چھوٹے لڑکوں کو عموماً والد اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور مجلس میں لے جاتے ہیں، اس لیے ان کے پیشاب دھونے میں آسانی کی گئی، لڑکیاں اکثر ماں کی گود ہی میں رہتی ہیں، اس لیے اس کی نرمی کی ضرورت نہ تھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں...

حضرت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی علیہ الرحمہ

رسول اکرم، نورِ مجسم ﷺ کی حیات طیبہ، ان کی شخصیت اور تعلیمات پر ہر زبان اور ہر ملک میں کتابیں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ایک پہلو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اور ہمارے ہر مسئلہ زندگی کیلئے مستقل راہ ہے آپ ﷺ کی قدسی صفات شخصیت نے غیر مسلموں کو بھی اپنی دلکشی اور جاذبیت سے متاثر کیا ہے۔

دنیا میں سچا مذہب اور سچا رسول صرف وہی ہے جس کی سچائی پاکبازی اور حق پرستی کے معترف نہ صرف اس کے پیرو ہوں بلکہ اس مذہب کے مخالفین بھی اس کی صداقت کا اعتراف کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس نے غیر مذاہب کے رہنماؤں پر کس قدر گہرا اثر کیا ہے اس کا اندازہ غیر مسلم زعما اور مستشرقین علماء کی ان تحریروں سے بخوبی ہوسکتا ہے جو مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اسلام اور سیرت طیبہ سے متعلق اصل مغرب کا رویہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی عداوت کا آئینہ دار ہے اور مستشرقین خواہ بیسویں صدی کے سند یافتہ عالم ہوں یا قرون وسطی کے نیم خواندہ لوگ۔ آج تک یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ سیرت کے بغیر مذہب اسلام کا مطالعہ ناممکن ہے اور اسی وجہ سے ایک عرصہ تک یہ لوگ حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متعلق ہر ممکن غلط بیانی کو عین تاریخی واقعہ کی شکل میں پیش کرنے کا کام انجام دیتے رہے لیکن بالآخر ان لوگوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ ”محمد رسول اللہ ﷺ بغیر کسی شک کے تمام پیغمبروں میں سب سے باکمال پیغمبر تھے“ مسٹر کارلائل کے ان الفاظ میں یہ جملہ بھی موجود ہے کہ ”اس عظیم انسان نے جو نصیحتیں کی ہیں وہ دنیا میں اربوں انسانوں کیلئے باعث ہدایت بنی ہیں“ نپولین بوناپارٹ کا کہنا ہے کہ ”آپ ﷺ نے زندگی، محنت پسندی اور عُسرت میں بسر فرمائی لیکن دنیا میں کسی تاجپوش شہنشاہ کے احکام کی بھی ایسی اطاعت نہیں کی گئی جیسی پیوند پوش حضرت محمد ﷺ کی کی گئی“۔ جارج برنارڈ شاو کا اعتراف ان الفاظ میں ملتا ہے ”میں رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے دین کو ہمیشہ ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں میری رائے میں آپ پوری بنی نوع انسان کے محافظ

https://www.ashrafia.net

تھے‘‘۔جارج برنارڈ مزید یوں گویا ہوئے کہ آنے والے سو سالوں میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کا اسلام نہ ہوگا بلکہ وہ اسلام ہوگا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دلوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا‘‘ اسفاڈک برگرونج کا کہنا ہے کہ’’اسلام میں وہ صداقت موجود ہے جو عیسائیت سے سبقت لے گئی ہے‘‘۔نکولس اس طرح دربار رسالت میں اعتراف عظمت کرتا ہے،’’مجھے یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بے ریا، نہایت سچے اور پر جوش مصلح تھے اور ان پر بھی سچی وحی آئی تھی‘‘۔پروفیسر باسورتھ سمتھ اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم میں یوں لکھتے ہیں’’میرے خیال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تعجب خیز امر یہ ہے کہ انہوں نے قوت معجزہ سے کچھ نہیں کیا بلکہ جو وہ کر سکتے تھے وہی کہتے تھے اور مجھے یقین ہے کہ فلسفہ اور عسویت ایک دن اتفاق کامل کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے‘‘۔ڈاکٹر ایڈسن کا کہنا ہے کہ ’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کی دو بڑی نشانیاں موجود ہیں ایک وصل الی اللہ دوم سچائی کی طاقت‘‘۔ان کے علاوہ سینکڑوں مستشرقین، خاتم النبیین کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ دوسرے غیر مسلمین بھی اس صف میں پیچھے نہیں رہے۔ چنانچہ بھارت سماچار کے ایڈیٹر پنڈت گوپال کرشن کا کہنا ہے’’حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کی تعلیمات سے ظلم وستم کے عادی لوگ ایسے دیالو (رحم دل) ہوگئے کہ دنیا کی کھوئی ہوئی سلامتی اور اس کا امن دوبارہ قائم ہوا‘‘۔ ماسٹر شنکرداس صاحب کیانی نے لکھا کہ’’محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اندر ایسی چمکدار خوبیاں اور من موہنے اوصاف رکھتے تھے کہ جنہوں نے عرب کے بددوؤں کو بھی رام کرلیا‘‘۔ ہندو کے مشہور لیڈر گاندھی ان الفاظ میں نذرانہ پیش کرتے ہیں’’میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بہ زور شمشیر نہیں پھیلا، بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار، رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان، ایقان ایثار اور اوصاف حمیدہ تھے، ان صفات نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کرلیا تھا‘‘ دیوان سنگھ مفتوں کی گواہی ان الفاظ میں ہے کہ’’جن ہونٹوں سے الفاظ افضل الجہاد کلمۃ الحق سلطان جائر (افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے) نکلے ہیں ان ہونٹوں کی قدر و قیمت کو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا‘‘ پنڈت سندرلال نے ایک طویل گفتگو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔رانا بھگوان داس نے لکھا ہے کہ’’حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کو خلاق اکبر نے بنی نوع انسان کے لیے نمونہ بنا کر پیش فرمایا ہے‘‘۔ ہندو کے بہت سے شعراء نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے پہلوؤں پر منظوم، ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ایک شاعر پنڈت جگن ناتھ پرشاد کے اس شعر پر ہم اپنی گفتگو ختم کرتے ہیں۔

مدح حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایک بحر بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں

....

https://www.ashrafia.net

قسط: ۱

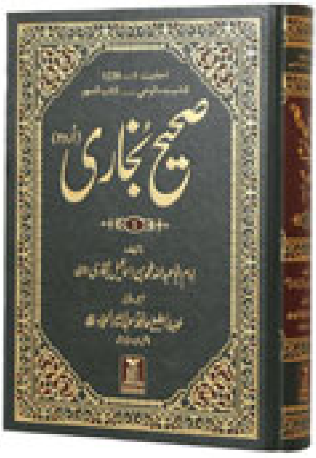

تقریبِ ختمِ بخاری

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی وہ تقریر جو انہوں نے ''ضیاء المدینہ اکیڈمی'' میں ۲۴ رشعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ رفروری ۲۰۲۵ء بروز اتوار ''ختمِ بخاری شریف'' کے موقع پر کی۔

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ. (صحیح البخاری، کتاب التوحید، حدیث: ۷۵۶۳)

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مجھے احمد بن اشکاب نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن فضیل نے حدیث بیان کی از عمارہ بن القعقاع از ابوزرعہ از حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے (دو لفظ) رحمٰن کو محبوب ہیں اور زبان پر پڑھنے میں ہلکے ہیں اور میزان میں بھاری ہیں:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم"

ابھی جو حدیث شریف آپ حضرات نے پڑھی اس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں لیکن میزان پر بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کے نزدیک محبوب ہیں۔ وہ دو کلمے یہ ہیں "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" آپ نے دیکھا کہ یہ دو کلمے واقعی زبان پر بہت ہلکے ہیں یعنی ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت یا پریشانی نہیں ہوئی ہم نے بہت آرام سے اسے پڑھ لیا۔ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" لیکن یہ بات کہ یہ میزان پر بھاری ہیں۔ ہماری ناقص عقل میں نہیں آئی کیونکہ کلموں کا وزن کیسے کیا جائے گا۔ عقل یہ تقاضہ کرتی ہے کہ اعراض کا وزن نہیں ہوتا وزن ہوتا ہے جسم کا، وزن ہوتا ہے کسی ٹھوس چیز کا۔ تو پھر ان کلموں کا وزن میزان یعنی ترازو میں کس طرح بھاری ہوگا۔ اس کا جواب علماء نے یہ دیا کہ: ''اللہ تعالیٰ ان اعمال واقوال کو جسم بنا دے گا تو ان کا وزن کیا جائے گا یا مراد یہ ہے کہ بندوں کے صحائفِ اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اس میزان کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عدل کو ظاہر فرمائے اور انصاف میں مبالغے کو ظاہر فرمائے اور

https://www.ashrafia.net

بندوں کے اعزار کو قطع کرنے کے لیے ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا"۔(نعم الباری جلد:۱۶، کتاب التوحید صفحہ:۱۰۱۰)

امام بخاری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں:

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ یُوْزَنُ

ترجمہ: اور بنو آدم کے اعمال اور ان کے قول کا وزن کیا جائے گا

علامہ عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "علماء نے ذکر کیا ہے کہ بندوں کے اعمال اور ان کے اقوال اللہ تعالیٰ کے اذن سے جسم بن جائیں گے پھر ان کا وزن کیا جائے گا یا بندوں کے ان صحائف اعمال کا وزن کیا جائے گا جس میں اعمال لکھے ہوئے ہیں"۔

امام بخاری اور علامہ عینی کے اقوال سے یہ پتا چلا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ انسانوں کے اعمال واقوال کو جسم بنا دے گا اور پھر ان کا وزن کیا جائے گا۔ اب بات واضح ہوگئی کہ ان کلموں کا وزن کس طرح ہوگا اور کس طرح یہ میزان پر بھاری ہوں گے۔

محدثِ اعظم پاکستان، شارع مسلم و بخاری، حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "اس کا ایک جواب تو علامہ عینی نے دیا ہے کہ اعمال کو جسم بنا دیا جائے گا یا صحیفہ اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جو یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ اعراض کا بھی وزن کیا جاتا ہے مثلاً حرارت و برودت، اعراض ہیں اور تھرما میٹر سے بخار کی مقدار کا وزن کیا جاتا ہے کہ کتنے سینٹی گریڈ بخار ہے یا کتنے فورن ہائیٹ۔ اسی طرح مٹھاس بھی ایک کیفیت اور عرض ہے اور جس مشین سے شوگر کی مقدار معلوم کی جاتی ہے اس سے مٹھاس کا وزن معلوم ہو جاتا ہے خون کے ایک قطرے کو اسٹرپ پر لگا کر مشین میں ڈالتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قطرے میں کتنے ملی گرام مٹھاس ہے، اسی طرح چکنائی بھی عرض ہے اور اس کی مقدار بھی مشین سے معلوم ہو جاتی ہے کہ انسان نے جو کچھ کھایا ہے اس میں کتنے ملی گرام کولیسٹرول تھا۔ اسی طرح آلات سے ہوا کے دباؤ کی مقدار کا بھی علم ہو جاتا ہے یہ سب اعراض ہیں تو جب انسان آلات کے ذریعے اعراض کی مقدار اور اس کے وزن کو معلوم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو ان تمام چیزوں کا خالق ہے اس کے لیے کیا بعید ہے کہ وہ انسان کے اعمال کا میزان میں وزن فرمائے۔(نعم الباری جلد:۱۶، ص:۱۰۱۱)

پس علامہ سعیدی کی اس وضاحت سے یہ ثابت ہوا کہ قیامت کے دن ان اعمال کو تولا جائے گا اور یقیناً اجسام کی صورت میں ان کا وزن بھی کیا جائے گا۔ اس حدیث شریف کے مطابق یہ دو کلمے میزان پر بھاری ہونگے۔ ان کلموں میں لفظِ "سبحان" دو مرتبہ ذکر کیا گیا: "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم"۔ سبحان کے معنی ہیں پاک اور سبحان اللہ کے معنی اللہ پاک ہے۔ کس چیز سے پاک ہے؟ ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے، ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے، ہر قسم کے ضعف سے پاک ہے، وہ فضائل و محاسن کا مرکز و منبع ہے اور لفظِ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ آپ غور کریں تو ہماری نماز

https://www.ashrafia.net

کی ابتداء ہی اس لفظ سے ہوتی ہے جب ہم تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھتے ہیں تو سب سے پہلے ثناء پڑھتے ہیں اور ثناء میں پہلا لفظ سبحان ہے۔ سبحانك اللّٰھم وبحمدك وتبارك اسمك و تعالیٰ جدك ولا اله غیرك۔ پھر رکوع میں جاتے ہیں تو سبحان ربی العظیم اور سجدے میں جاتے ہیں تو سبحان ربی الاعلیٰ یعنی رکوع میں اس کی پاکی اور عظمت بیان کرتے ہیں اور سجدے میں اس کی پاکی اور الوہیت کا اقرار کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی متعدد مقامات پر لفظِ سبحان استعمال کیا گیا ہے پتا چلا کہ یہ لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بے حد پسند ہے اور یہ لفظ ان دو کلموں میں دو مرتبہ استعمال ہوا اور یہ دو کلمے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حد پسندیدہ اور محبوب ہیں اور جو شخص بھی محبت کے ساتھ ان دو کلموں کو پڑھے گا اس کی رحمت سے یہ امید ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو بھی اپنا محبوب بنالے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان کلمات کا ورد کرتے رہیں تاکہ یہ کل قیامت میں میزان پر بھاری ہو جائیں اور ہماری نجات کا سبب بن سکیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث شریف کو سب سے آخر میں کیوں ذکر کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ ابی حفص عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی المعروف بہ ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ''اگر مجلس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی جائے تو اس مجلس میں کئے ہوئے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے سو امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی آخر میں اس حدیث کی روایت کی کہ اگر صحیح بخاری کی تصنیف میں کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو تو اس کا کفارہ ہو جائے۔

اسی سلسلے میں دوسری حدیث یہ ہے: ''امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ''چند کلمات ایسے ہیں کہ جو شخص بھی اپنی مجلس سے اٹھتے وقت ان کلمات کو تین مرتبہ پڑھے گا تو وہ کلمات اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گے اور جو شخص کسی نیک مجلس میں یا ذکر کی مجلس میں ان کلمات کو پڑھے گا تو ان کلمات سے اس مجلس پر مہر لگا دی جائے گی جیسا کہ صحیفہ کو ختم کر کے مہر لگا دی جاتی ہے وہ کلمات یہ ہیں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ''۔ ایک مرد نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جو یہ کلمات پڑھ رہے ہیں اس سے پہلے نہیں پڑھتے تھے آپ نے فرمایا کہ مجلس میں جو گناہ ہو جائیں یہ کلمات ان کا کفارہ ہیں۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۵۹)

ان دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو سب سے آخر میں کیوں ذکر کیا۔ علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ اس حدیث کو آخر میں ذکر کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح البخاری میں پہلی حدیث روایت کی ہے:

''انما الاعمال بالنیات''

اس روایت میں امام بخاری نے ادب کو ملحوظ رکھا کہ انہوں نے اخلاص کے ساتھ اس کتاب کی تالیف کی ہے۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

تاریخ

جناب پروفیسر محمد اعظم خان سوری صاحب

جنگِ اُحد اور اس کے اسباب

شوال ۳ھ میں حضور ﷺ کو قریش کے مقابلے کے لیے اُحد جانا پڑا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر قریش اسلام کو مٹانے کے عزائم لے کر اُحد کے میدان میں آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے تمام ناپاک منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ مسلمانوں نے غزوۂ بدر میں قریش کو عبرتناک شکست دی۔ ستر کے قریب قریشی گرفتار کر لیے گئے بعد میں معمولی فدیہ اور بعض کو بغیر فدیہ کے رہا کر کے دوسری اخلاقی فتح حاصل کر لی۔ اس طرح مسلمانوں کو دہری فتح حاصل ہوئی اور دوسری طرف مکہ کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جہاں سے آہ و فغاں نہ ہو رہا ہو۔ شرم کے مارے رو بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ عام منادی تھی کہ کوئی مقتولین بدر کا ماتم نہ کرے۔

غزوہ اُحد کا سبب:

غزوۂ اُحد کے اسباب پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو جنگِ بدر کے اکثر اسباب یہاں بھی کارفرما نظر آتے ہیں۔ بدر کا اہم سبب عمرو بن حضری کا قتل تھا لیکن اب ستر افراد مقتول ہیں جن میں اکثر قریش کے رؤسا ہیں۔ ولید، عقبہ، شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کے بعد سرداری ابوسفیان کے حصہ میں آئی۔ جوش انتقام میں ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک بدر کے مقتولین کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک نہ غسل کروں گا اور نہ سر میں تیل ڈالوں گا قسم کو پورا کرنے کے لیے دو سواروں کے ساتھ مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا ایک انصاری کو قتل چند درخت اور مکانات کو نذر آتش کر کے واپس بھاگا۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا ابو سفیان بچ نکلا۔ قریش کی انتقامی کاروائیوں کے سلسلے میں ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمیر ابن وہب نے (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ صفوان ابن امیہ کے مشورہ سے بنایا چنانچہ زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر مدینہ پہنچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی آپ اس کو پکڑ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس لے گئے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کس ارادے سے آئے ہو؟ عمیر نے جواب دیا کہ: اپنے بیٹے کو آزاد کرانے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اور صفوان نے حجرے میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی تھی؟ یہ سنتے ہی عمیر کو حیرت ہوئی اور اس نے کہا یہ بات میرے اور صفوان

https://www.ashrafia.net

کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم تھی یقیناً آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور ایمان لے آئے۔

یہود مدینہ اہل کتاب ہونے کے باوجود صرف اسلام دشمنی میں بت پرستی کو بہتر سمجھتے تھے۔ یہودی شاعر کعب بن اشرف مسلمانوں سے انتہائی بغض رکھتا تھا چنانچہ وہ مکہ آیا مقتولین بدر کا مرثیہ لکھا اور قریش کو غیرت دلا کر انتقام پر ابھارا۔ قریش نے مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگئے چنانچہ بڑے پیمانے پر دوسری جنگ کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ تین ہزار کے عظیم لشکر نے ایک سال کی تیاری کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف اسلام کو مٹانے کے لیے کوچ کیا لشکر کفار میں دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ سات سو زرہ پوش تھے قریش کے معزز گھرانوں کی عورتیں بھی لشکر میں شامل ہوگئیں کہ میدان جنگ میں مرد ثابت قدم رہیں۔ عتبہ کی بیٹی ہند عورتوں کی سردار ہوئی۔ عتبہ بن ربیعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں قتل کیا تھا ہند بن عتبہ کو اس کا بہت غم تھا۔ وہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سے انتقام چاہتی تھی چنانچہ اس غرض کے لیے وحشی نامی غلام کو تیار کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سر کے بدلے آزادی دی جائے گی۔ یہ غلام حربہ (چھوٹا نیزا) پھینکنے میں ماہر تھا جس کا وار ہمیشہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے اور ابھی مکہ ہی میں مقیم تھے انہوں نے خفیہ طور پر حضور ﷺ کو قریش کی تیاریوں اور روانگی سے مطلع فرما دیا۔ حضور ﷺ نے دو افراد کو قریش کی نقل و حمل کے بارے میں تحقیقات کے لیے روانہ کیا تو اطلاع ملی کہ غنیم مدینہ سے صرف تین میل دور عریض میں ہے۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں عام اجلاس مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ اکابر صحابہ کی رائے قلعہ بند ہو کر دفعی جنگ لڑنے کی تھی خود رسالت مآب ﷺ کا رجحان بھی ایسی رائے ہی کی طرف تھا۔ منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی مدینہ میں رہ کر جنگ چاہتا تھا لیکن مدینۃ النبی کے نوجوان کھلے میدان میں ایک مرتبہ پھر قریش سے نبرد آزما ہونا چاہتے تھے۔ اکثریت نوجوان کو حاصل تھی حضور ﷺ نے اکثریت کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے مدینہ سے باہر جنگ لڑنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔

جب حضور ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لائے تو ایک ہزار کی جمعیت تھی لیکن کچھ دور جانے کے بعد عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ یہ کہہ کر الگ ہوگیا کہ: محمد (ﷺ) نے میری رائے نہیں مانی اس لیے اس جنگ سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ منافقین کی غداری اسلام کے خلاف ان کے ناپاک عزائم سے پردہ اٹھا دیتی ہے لیکن مسلمانوں کے حوصلے بلند تھے اب صرف سات سو جانباز رہ گئے تھے۔ لشکر قریش اس دوران اُحد کی پہاڑیوں پر خیمہ زن ہوگیا چنانچہ آپ ﷺ بھی اُحد پہنچ گئے حضور ﷺ نے ایک ماہر فوجی جرنیل کی طرح میدانِ جنگ کا بغور معائنہ فرما کر اپنی صفیں ترتیب فرمائیں اچھے جرنیل کی یہ خوبی ہے کہ وہ جزئیات پر بھی نظر

https://www.ashrafia.net

رکھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے امکانی حملہ کی روک تھام کے لیے پچاس تیر انداز حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اس درّہ پر متعین فرمادیئے اور ہدایت فرمائی کہ ہر حالت میں درّہ کی حفاظت کی جائے۔ اس پیشِ بندی کے بعد حضور ﷺ نے اپنے لشکر کو ترتیب فرمایا اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار نے عثمان کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ قریش کے لشکر میں خوف پیدا ہوا کہ اس طرح تو ایک ایک کر کے سارے سورما کام آجائیں گے چنانچہ عام حملہ کر دیا۔ حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت دجانہ انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے بے پناہ حملوں سے مشرکین کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی تلوار عنایت فرمائی اس شرف نے ان میں اور جوش بھر دیا۔ ساقی حجاج کے بیٹے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جوشِ شجاعت میں دور تک دشمنوں میں کے قریب چلے گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں ایسا لگتا تھا کہ بجلیاں ہیں جو کفار کے سروں پر چل رہی ہیں۔ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے جو آپ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا موقع دیکھ کر دور سے اپنا حربہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا، جو آپ کی ناف میں لگا اور آر پار ہو گیا آپ وہیں شہید ہو گئے۔

مصعب بن عمیر جو حضور ﷺ کے پاس ہی تھے شہید ہو گئے ۱۲ جانباز تھے۔ جن میں حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت ابو دجانہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

ذوالفقارِ حیدری اس وقت بھی بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔

جب دشمن نے حملہ کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر روکا ہاتھ کٹ کر الگ ہو گیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے تیر چلا رہے تھے اس دن تین کمانیں ٹوٹیں۔ حضور اکرم ﷺ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی اس جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ ہوا ستر صحابہ نے جام شہادت نوش کیا جن میں چار مہاجر اور باقی انصار تھے کفار کے ۲۲ افراد قتل ہوئے۔ شہداء میں سب سے اہم شخصیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تھی ہند بنت عتبہ نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا مسلم شہداء کی لاشوں کو خراب کیا گیا۔ ناک کان کاٹ کر جذبہ انتقام کو ٹھنڈا کیا۔ حضور ﷺ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بہت غم تھا آپ ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو **"سید الشہداء"** کا عظیم لقب عطا فرمایا۔

حضرت حنظلہ بن عامر انصاری اوسی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے سپہ سالار ابوسفیان پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ ابوسفیان کو قتل کر دیتے مگر شداد بن الاسود نے ان کے وار کو روکا اور اپنی تلوار سے حضرت حنظلہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

https://www.ashrafia.net

﴿قسط:۴﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

اپنی اُمت پر نیز اس کی ہدایتیں من کل الوجوہ کامل و مکمل ہوں گی (اور اللہ ہر شے جاننے والا ہے) پس وہ جانتا ہے کہ کون اس بات کا لائق ہے کہ اس پر نبوت ختم کر دی جائے اور ''خاتم النبیین'' کی کیا شان ہونی چاہیے، یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

اس آیت کی تفسیر علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ''سحرِ کلام'' میں ارشاد فرمایا: ''اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں''۔ اس پر ارشادِ ربانی: وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ناطق ہے اور ارشادِ رسول ﷺ لا نبی بعدی شاہد ہے۔ الغرض قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں۔ لہٰذا **جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کہے یا ہمارے نبی کے آخری نبی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔** اس لیے کہ حجت نے حق و باطل کو واضح کر دیا ہے۔ پس حضور جانِ عالم ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ بلا شبہ باطل ہے۔ انتھی امام اعظم کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ: مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔ تو امام اعظم نے فرمایا: ''**جس نے بھی اس سے اس کی نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہوگیا۔** اس لیے کہ حضور ﷺ فرما چکے ہیں لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

یہ واقعہ ''مناقب الامام'' اور ''الفتوحات المکیہ'' دونوں میں مذکور ہے۔ ''ہدیۃ المہدیین'' میں فرمایا کہ حضور نبی آخر الزماں ﷺ پر جو ایمان واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم آپ کو اپنا رسول بھی مانیں اور آخری نبی اور آخری رسول بھی تسلیم کریں پس اگر کسی نے آپ ﷺ کو رسول مان لیا لیکن یہ نہیں تسلیم کیا کہ آپ ﷺ آخری رسول ہیں، قیامت تک جس کا دین منسوخ نہ ہوگا تو وہ مومن نہیں اور ''اسباہ'' میں ''کتاب السیر'' میں فرمایا کہ: جس نے رسول ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اس لیے کہ آپ کو آخری نبی ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

تفسیر معالم التنزیل:

(خاتم النبیین) ختم به النبوة وقراء ابن عامر و عاصم خاتم بفتح التاء ای اخرهم۔

(ردِ شہاب ثاقب، ص:۲۵۳، بحوالہ: معالم مصری، ج:۵، ص:۲۱۸)

''خاتم النبیین'' یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی اور ابن عامر اور امام عاصم نے ''خاتم'' کو تاء کے زیر سے پڑھا یعنی آخر الانبیاء میں آخر نبی۔

اسی تفسیر معالم میں سید المفسیرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر نقل کی ہے۔

عن ابن عباس ان الله تعالیٰ کما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولدا ذکرا (ایضاً)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، تو انہیں کوئی لڑکا عطا نہ فرمایا''۔

تفسیر خازن:

(خاتم النبیین) ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده ولا معه (وکان الله بکل شیء علیما) ای دخل فی علمه انه لا نبی بعده۔

(ردِ شہاب ثاقب، ص:۲۵۳، بحوالہ خازن مصری، ج:۵، ص:۲۱۸)

''خاتم النبیین'' یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ان کے زمانے میں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی اس کے علم میں ہے کہ حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر احمدی (ملا جیون):

هذه آلایة فی التوآن القرآن تدل علی ختم النبوة علی نبینا صریحا وخاتم النبیین ای لم یبعث بعده نبی قط و یختم به ابواب النبوة ویغلق الی یوم القیامة ملخصاً۔

(ایضاً، ص:۲۵۴، بحوالہ معالم مصری، ج:۵، ص:۲۱۸)

یہ آیتِ قرآن حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحتہً دلالت کرتی ہے اور ''خاتم النبیین'' کے یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔

تفسیر غریب القرآن (علامہ ابوبکر بجستانی):

قوله خاتم النبیین اخر النبیین

ارشادِ ربانی خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

(ایضاً، ص:۲۵۶، بحوالہ غریب القرآن، مصری، ج:۱، ص:۲۲۶)

خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ''ہدیۃ المہدیین'' میں لکھتے ہیں:

ان اللغته العربیه حاکمة بأن معنی خاتم النبیین فی الآیةهو آخر النبیین لاغیر۔

بے شک لغت عربی اسی پر حاکم ہے کہ آیت میں جو ''خاتم النبیین'' ہیں، اس کے سوا کچھ اور نہیں۔

(ایضاً، ص:۲۵۹، بحوالہ: ہدیۃ المہدیین، ص:۲۱)

یہی مفتی دیوبند، اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر ''روح المعانی'' سے ناقل ہیں کہ اسی معنی پر اجماعِ اُمت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

https://www.ashrafia.net

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر

(ایضاً، ص:۲۵۸، بحوالہ: ہدیۃ المہدیین، ص:۲۱)

اُمت نے ''خاتم'' کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اس کے خلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر اسی پر اصرار کرے، تو قتل کیا جائے۔

معتبر و مستند تفسیروں کے ضروری اقتباسات، مطلب خیز ترجموں کے ساتھ آپ نے ملاحظہ فرمالیے اور ان تفصیلات سے اچھی طرح سمجھ لیا کہ ''خاتم النبیین'' کو قاریوں نے تین طرح سے پڑھا ہے۔

۱) خاتم النبیین (اسم آلہ) بروزن عالم یعنی جس سے کسی کو جانا جائے۔ اسی طرح ''خاتم'' جس سے کسی چیز کو چھاپا جائے۔

۲) خاتم النبیین (اسم فاعل) یعنی تمام نبیوں کا آخر۔

۳) ختم النبیین (فعل ماضی) یعنی حضرت پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا قراٰتوں میں، جس قرآت کو بھی اختیار کیا جائے پیغمبر اسلام پر سلسلہ نبوت کا خاتمہ لازم آتا ہے۔ حتی کہ خاتم (مہر) قرار دینے کی صورت میں بھی۔ اس لیے کہ مہر کسی چیز کو ختم کردینے کے بعد ہی کی جاتی ہے تاکہ اب اُس ملفوف اور محدود شے میں کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہ کرسکے۔ باقی دو معانی تو خود انتہاء اور خاتمہ پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں۔ الغرض ''خاتم النبیین'' کا معنی آخر الانبیاء ہے۔ اس مطلب کے اثبات کے لیے قراٰتوں کا اختلاف مضر نہیں۔ اسی طرح لفظ ''ختم'' کا طُرُقِ استعمال، مذکورہ بالا مطلب مراد لینے میں مخل نہیں۔ صاحبِ قاموس نے لفظ ''ختم'' کے استعمال کے تین طریقے لکھے ہیں۔

۱) ختم ای طبعہ یعنی کسی چیز کو چھاپ دیا۔

۲) ختم ای بلغ آخرہ یعنی کسی شے کے آخری حصے پر پہنچا۔

۳) ختم علیہ یعنی کسی چیز پر مہر کردیا۔

الغرض لفظ ''ختم'' کے موارد استعمال بھی اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ حضور جانِ عالم ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا۔ تفسیروں نے اس بات کو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کردیا کہ ساری امت مسلمہ اور جمیع علمائے ملّت اسلامیہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ارشاد قرآنی میں ''خاتم النبیین'' کا معنی آخری نبی ''**عبارۃ النص**'' سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں جس عقیدے اور جس نظریے کو دینے کے لیے یہ الفاظ موجود ہیں وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ نیز سب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے میں آپ ﷺ کے لیے بڑی فضیلت ہے۔ تفسیروں نے یہ بھی واضح کردیا کہ علماء نے یہاں تک تصریح فرمادی کہ حضورِ اقدس ﷺ کو آخر الانبیاء ماننا ضروریات دین میں سے ہے شروع سے چلیے، ہر ایک کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے آئے، ہر ایک ''خاتم النبیین'' کا معنی مراد آخری نبی ہی بتارہا ہے۔ اس کے سوا ارشاد قرآنی میں مذکورہ لفظ ''خاتم النبیین'' کا کوئی اور

https://www.ashrafia.net

معنی نہ تو رسول کریم ﷺ سے منقول ہے، نہ صحابہ و تابعین سے و آئمہ مجتہدین سے اور نہ ہی علمائے متقدمین و متاخرین سے۔ لہٰذا ارشادِ قرآنی میں مذکورہ ''خاتم النبیین'' کا معنی مراد آخر الانبیاء کی صحت کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔

نیز یہ عقیدہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ آخری نبی ہونے میں آپ ﷺ کے لیے عظیم فضیلت ہے اور ظاہر ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی منکر کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے۔

صرف انہیں تفسیروں کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے جن کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ان میں بعض تفسیروں میں آیۂ خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے بعض ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ ہاشمی ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ الغرض ان احادیث کو مفسرین کرام نے آیت ''خاتم النبیین'' کی تفسیر قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب قرآن کی تفسیر احادیث سے ہو، پھر اس کی اہمیت کا کیا کہنا۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

احادیث نبوی ﷺ قرآن کی اولین تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں۔ ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شیء جب کلام اللہ میں سب کچھ ہو، یعنی ہر چیز بالا جمال مذکور ہوئی، تو اب احادیث میں بجز تفسیر قرآنی اور کیا ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن داں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی صحیح ہوگا۔ اگر آپ ﷺ کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہ ہو، جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی اور مفسروں کے احتمالوں سے تو زیادہ ہی سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے، پھر ان کی فہم کا چنداں اعتبار نہیں ہوسکتا ہے کہ ان سے خطا ہوئی اس پر پھر باعتبار سند بھی برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا تو بے شک آپ ﷺ ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا اور اگر سند بھی حسب قانونِ اصول حدیث، اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں۔ (تحذیر الناس، مطبوعہ: کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ص: ۳۲)

لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی چند حدیثیں نقل کر دوں تا کہ ظاہر ہو جائے کہ خود صاحبِ قرآن ﷺ نے اپنے مختلف ارشادات میں آیۂ خاتم النبیین کا کیا معنی ارشاد فرمایا ہے اور اس کے مفہوم کو کن کن لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث ۱:

وانه سیكون فی امتی كذابون ثلثون دجالون كلهم یزعمون انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشكوة)

میری اُمت میں سے تیس جھوٹے مکار ہوں گے جن میں ہر ایک اپنے کو اللہ کا نبی گمان کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔۔۔۔۔۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

زندگی ناپائیدار ہے..... موت کیا شے ہے؟

جناب مبشر احمد عارف دہلوی مرحوم

زندگی کی ناپائیداری پر جتنا اظہار خیال تحریری و تقریری طور پر کیا گیا ہے شاید ہی کسی اور موضوع پر اتنا اظہار خیال کیا گیا ہو اور یہ کہنا بھی مبالغہ نہ ہوگا کہ انسان کو سب سے پہلا اور سب سے بڑا صدمہ بھی اس وقت ہوا ہوگا جب دنیا کا سب سے پہلا انسان اس دنیا سے رخصت ہوا ہوگا۔

یہی وہ لمحہ ہوگا جب زندہ انسانوں نے ایک مردہ انسان کو دیکھ کر سوچا ہوگا کہ پس یہی ہے زندگی کا انجام؟

اور جب انسان نے یہ دیکھا ہوگا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے اور نہ موت کے لیے کسی عمر کا تعین ہے ہر عمر کا انسان اس وقت مقررہ پر جس کا اس کو پتہ نہیں زندگی کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو یقیناً انسان کے منہ سے نکلا ہوگا کہ واقعی زندگی ناپائیدار ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ بلا اختلاف ازل سے لے کر اب تک اور اب سے لے کر ابد تک ہر قوم ہر نسل اور ہر علاقے کا انسان جس حقیقت پر متفق ہوا ہے اور متفق رہے گا۔ وہ یہی ہے کہ زندگی ناپائیدار ہے۔ اللہ رب العزت نے اس حقیقت کو اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں تک بڑی تفصیل سے پہنچایا ہے۔ انسان نے اس حقیقت کو سمجھا بھی ہے اور بچشم خود دیکھا بھی ہے بلکہ اس حقیقت کا شکار ہو کر دوسروں کے لیے سامانِ عبرت بھی مہیا کیا ہے۔

انسان اپنی معاشرتی زندگی میں جن قریبی اور مقدس رشتوں سے منسلک ہے ان میں جب یہ حادثہ رونما ہوتا ہے تو زندگی کی ناپائیداری کے اس مظاہرے پر شدید صدمے سے دوچار ہو جاتا ہے ماں باپ میں سے کوئی مر جائے تو اولاد اور اولاد میں سے کوئی مر جائے تو ماں باپ پر کیا گزرتی ہے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور خود مرنے والے پر کیا گزرتی ہے اس تلخ تجربے سے صرف مرنے والا ہی گزرتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں۔ گویا حقیقت ناقابل تردید حقیقت۔۔ بلکہ وہ حقیقت جس پر اقوام عالم متفق ہیں یہ ہے کہ:

زندگی ناپائیدار ہے، موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، موت نہ عمر دیکھتی ہے نہ رنگ و نسل اور نہ علاقہ و مقام اور نہ کسی کی عزت اور نہ کسی کا مرتبہ اور نہ کسی کی خوبصورتی و بدصورتی اور نہ کسی کی

https://www.ashrafia.net

علمیت وقابلیت اور کسی کی جہالت نہ کسی کی دولت وامارت اور نہ کسی کی مفلسی وغربت نہ کسی کا نسب اور نہ کسی کی نسل۔

۱۔موت ہی وہ صدمہ ہے جو انسان کے لیے ہر دور میں سب سے بڑا صدمہ رہا ہے اور رہے گا۔

۲۔موت سے بچنا کسی طرح بھی ممکن نہیں رہا اور نہ ہی ممکن ہو سکے گا چاہے انسان کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرے۔

۳۔موت جتنا سامانِ عبرت مہیا کرتی ہے اتنا کسی اور واقعہ سے ممکن نہیں۔

۴۔موت کے سامنے انسان جتنا بے بس اور مجبور ہوتا ہے اتنا کہیں بھی مجبور و بے بس نہیں ہوتا۔

۵۔بڑے سے بڑے عزت ومرتبہ والا، جاہ وجلال والا، قوت واقتدار والا، علم وفضیلت والا، دولت وامارت والا اگر کسی کے سامنے مجبور و بے بس اور لاچار نظر آتا ہے تو وہ موت ہے۔

۶۔اور سب سے آخر میں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ جس اٹل حقیقت کو انسان سب سے زیادہ جانتا اور سمجھتا ہے لیکن سبق حاصل نہیں کرتا وہ حقیقت بھی یہی موت ہے۔

ایمان کے اجزاء

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین باتیں ایمان کا جزو ہیں: (۱) مفلسی میں خدا کی راہ میں دینا (۲) دنیا میں امن وسلامتی پھیلانا (۳) اپنے نفس کے مقابلے میں بھی انصاف کرنا۔(ابن حجر)

بقیہ ”درسِ قرآن“

اس زمانہ میں یہاں کا بادشاہ محویل بن اخنوخ بن قابیل تھا۔ اسے حضرت ادریس علیہ السلام سے کد (عداوت) ہوئی۔ اس نے کچھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اِس کے شر محفوظ کیا اور آپ پر تیس صحیفے نازل کیے تو جب آپ کی تبلیغ عام ہوئی تو جس اس کے پیرو ہوئے وہ ”ملتِ صابیہ“ کہلاتی ہے۔ اس ملت میں توحیدِ الٰہی اور طہارت اور روزہ وغیرہ احکام تھے۔

ایک قول ہے کہ صابی منصوب ہے، صابی بن متوشلخ بن ادریس کی طرف اور یہ خفیت اولیٰ پر تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ صابی بن ماوی زمانہ خلیل علیہ السلام میں تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ صابی عرب کے نزدیک اسے کہتے ہیں جو اپنی قوم کے دین سے خارج ہو گیا ہو تو آیت کریمہ سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ باوجود اس کے کہ اس کی ضلالت اور زیغ عن الادیان اظہر من الشمس ہے تو جب اس کی توبہ قبول ہے بشرطیکہ وہ اپنی اصلاح کرلے تو پھر اس سے غیر بر طریق اولیٰ قبولیت کا حقدار ہے۔ (روح المعانی)

والنصاری ..... جمع نصرانی کی ہے۔

سب کو مبتداء کی جگہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاخر وعمل صالحا تک دے کر اس کی خبر دی۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۶۹)

تو انہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔ (روح المعانی)

https://www.ashrafia.net

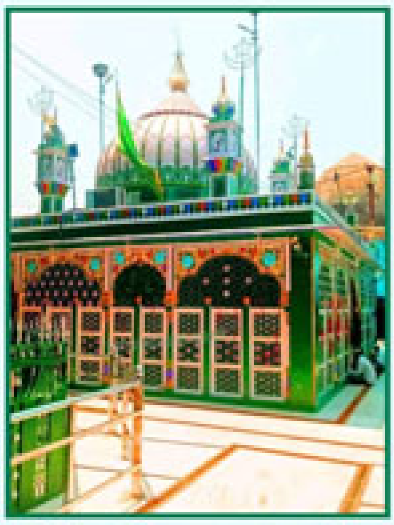

حضرت خواجہ مخدوم سیدنا

علاؤالدین علی احمد صابر کلیری نوراللہ مرقدہٗ

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

منبع سرِ نبوت، وارث علومِ ولایت، واقف اسرار حقیقت صاحب مسند طریقت، تاج الاولیاء، سلطان الاصفیاء، منبع جود وسخا، سرچشمۂ فیضان عطا، عاشق ذات الٰہ، حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ایک عظیم روحانی شخصیت تھے۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد، خطاب مخدوم اور صابر ہے آپ کا لقب علاؤ الدین ہے والد گرامی کا نام سید عبد الرحیم اور والدہ محترمہ کا نام ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔

آپ کا سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ سے ملتا ہے اور والدہ محترمہ کی طرف سے سلسلہ نسب خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ حسنی حسینی اور فاروقی فیض کا مرکز ومنبع تھے۔

ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت ۱۹؍ربیع الاول ۵۹۲ھ بروز جمعرات بمقام شہر ہرات میں ہوئی بچپن ہی سے آپ روحانیت کی جانب مائل تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بچے جب بولنا سیکھتے ہیں تو ٹوٹے پھوٹے الفاظ بولتے ہیں لیکن آپ کی شانِ ولایت یہ تھی کہ جب آپ نے بولنا شروع کیا تو پہلا جملہ جو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا وہ یہ تھا لاموجود الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ یہ آپ کے مادر زاد ولی ہونے کی دلیل ہے اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اندر روحانیت کا کتنا غلبہ تھا جب آپ سنِ شعور کو پہنچے تو پابندی سے نماز شروع کردی اور پھر بہت جلد ہی تہجد کی نماز بھی پڑھنے لگے جب آپ کی عمر ۵ سال ہوئی تو ۱۷؍ربیع الاول ۵۹۷ھ کو والد گرامی وصال فرماگئے اور آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے آپ کا بچپن عام بچوں سے بہت مختلف تھا کھیل کود سے پرہیز کرتے تھے، کھانا بہت قلیل مقدار میں تناول فرماتے تھے۔ شروع ہی سے تنہائی کو پسند فرماتے تھے اور زیادہ وقت ذکر و اذکار میں گزارتے تھے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کی تربیت کی ذمہ داری

https://www.ashrafia.net

والدہ محترمہ پر آگئی جو خود نیک، متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں اور حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی سگی بہن تھیں۔ انہوں نے سوچا بیٹے کی تربیت کے لیے بھائی کی خانقاہ سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی اس لیے آپ کو لے کر حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی بارگاہ میں پاک پٹن شریف پہنچیں اور عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ اکلوتا بیٹا ہے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے اپنے پاس رکھیں اور تربیت بھی فرمائیں آپ کی خانقاہ میں رہے گا اور آپ کے زیر سایہ تربیت حاصل کرے گا تو مجھے امید ہے کہ ایک بہترین انسان بن کر نکلے گا۔ بابا صاحب نے بہن کی بات سن کر رضامندی ظاہر کر دی اور خانقاہ میں ایک حجرہ آپ کو رہنے کے لیے دے دیا۔ والدہ محترمہ آپ کو بابا صاحب کے سپرد کر کے روانہ ہو گئیں

تعلیم و تربیت:

آپ خانقاہ میں رہنے لگے۔ حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے آپ کی دینی اور روحانی تربیت کا اہتمام فرمایا۔ آپ نے قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علوم اسی خانقاہ میں وقت کے جید علماء سے حاصل کیے۔ جب کہ روحانی تربیت حضرت بابا صاحب نے خود فرمائی۔ ایک دن حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے لنگر تقسیم کرنے پر آپ کو مقرر کیا۔ آپ ہمہ وقت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کا ہر حکم بجا لاتے بابا صاحب آپ پر بڑی شفقت فرماتے اور طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ فرماتے، صابر پاک روزانہ پابندی سے لنگر تقسیم کرتے اور پھر اپنے حجرے میں جا کر عبادت میں مصروف ہو جاتے لیکن اس میں سے کچھ نہ کھاتے آپ کثرت سے روزے رکھتے تھے اور جس دن روزے سے نہ ہوتے اور بھوک لگتی تو گولر کھاتے اور پتے کھا کر پانی پی لیتے اس کیفیت میں ایک سال گزر گیا۔ مسلسل روزہ رکھنے اور روزہ نہ ہونے کی صورت میں گولر اور پتوں پر گزارہ کرنے کی وجہ سے نقاہت اور کمزوری بڑھ گئی۔ اسی دوران آپ کی والدہ محترمہ پاک پٹن آئیں اور جب بیٹے کو اس حال میں دیکھا تو فکر مند ہوئیں اور انہیں لے کر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکایت کے انداز میں کہا بھائی میں تو اپنے بیٹے کو اس لیے آپ کے پاس چھوڑ کر گئی تھی کہ یہاں دونوں وقت لنگر پکتا ہے اس کو کھانے وغیرہ کی پریشانی نہیں ہوگی اور ساتھ آپ کی صحبت سے اس کی تربیت ہوگی لیکن یہ تو ایک سال میں اتنا دبلا اور کمزور ہو گیا کہ میں دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ بابا صاحب نے بہن سے فرمایا ہم نے تو لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری ان کو دی ہے پھر صابر پاک کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کیا ہم نے تمہیں لنگر تقسیم کرنے کا حکم نہیں دیا تھا صابر پاک نے فرمایا: ''حضور نے صرف لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا کھانے کا حکم نہیں دیا اس لیے اس فقیر نے صرف لنگر تقسیم کیا ہے کھایا نہیں'' جب بابا فرید نے یہ سنا تو فرمایا: ''آج سے **تمہیں صابر کہا جائے گا تم نے صبر کی انتہاء کر دی**''۔ اس دن سے آپ کا خطاب ہو گیا ''صابر'' غور کرنے کا مقام ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج

https://www.ashrafia.net

قدس سرہ کے لنگر میں روزانہ انواع واقسام کے کھانے پکتے ہوں گے اور وہ لنگر حضرت صابر کلیری قدس سرہ اپنے دستِ مبارک سے تقسیم کرتے تھے لیکن اسمیں سے ایک لقمہ بھی نہیں کھاتے تھے صرف اس لیے کہ پیر کا حکم نہیں تھا۔ حقیقت میں یہ صابر پاک علیہ الرحمہ کا امتحان تھا جس میں وہ پورے اترے۔ یقیناً بابا صاحب نے اس کے بعد ان پر عنایات فرمائی ہوں گی۔ والدہ محترمہ چند روز قیام کرنے کے بعد رخصت ہوگئیں۔ حضرت صابر پاک نے پاک پٹن میں حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی نگرانی میں عربی وفارسی اور اس کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، منطق معنی وغیرہ کی دیگر کتب پڑھیں اور ان علوم میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے وقت کے جید علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تحصیل علم کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور چلہ کشی کا سلسلہ جاری رہا۔

شادی:

آپ کی والدہ محترمہ جب دوبارہ پاک پٹن تشریف لائیں تو انھیں آپ کی شادی کی فکر ہوئی اور وہ حضرت بابا فرید قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا بھائی میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم کا نکاح میرے بیٹے علی احمد صابر سے کردیں۔ جب یہ بات حضرت بابا فرید قدس سرہ نے سنی تو سوچ میں گم ہوگئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ بہن نے کہا کہ شاید آپ اس وجہ سے خاموش ہیں کہ میرا بیٹا یتیم اور غریب ہے اسی لیے آپ اس رشتے کو ناپسند کر رہے ہیں حضرت بابا فرید قدس سرہ نے فرمایا: ”خدا کی قسم! یہ بات ہرگز نہیں صابر یتیم ضرور ہے لیکن غریب نہیں ہے وہ تو روحانیت کا بادشاہ ہے اس کے دل میں خدا کی محبت راسخ ہوچکی ہے، اب کسی اور کی محبت اس کے دل میں پیدا نہیں ہوسکتی اور نا ہی وہ اللہ کے سوا کسی اور سے تعلق قائم کرسکتا ہے“ بہن آپ کی بات نا سمجھیں بلکہ اصرار کرتی رہیں جب انہوں نے بے حد اصرار کیا تو بابا صاحب نے فرمایا ٹھیک پھر میں یہ سمجھوں گا کہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہی نہیں ہوئی لیکن اس جملے کو بھی وہ نا سمجھیں۔ حضرت بابا فرید نے بہن کے اصرار پر اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم کا نکاح حضرت صابر پاک سے کر دیا۔ جب رات ہوئی تو والدہ محترمہ نے دلہن کو آپ کے حجرے میں پہنچا دیا جب آپ حجرے میں تشریف لے گئے تو وہاں روشنی دیکھی اور ایک عورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ اس وقت ایک کیفیت میں تھے متعجب ہوکر پوچھا تم کون ہو۔ دلہن نے جواب دیا میں آپ کی بیوی ہوں یہ سنکر آپ نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت ہو میں تو ایک کو دل دے چکا ہوں دوسرے کی گنجائش نہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا میرے اور خدا کے درمیان جو بھی حائل ہو وہ جل جائے چنانچہ اسی وقت حجرے میں آگ کا شعلہ نمودار ہوا جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب بابا صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا بہن ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ صابر اب دنیا کے لیے نہیں رہا وہ طریقت کے بڑے بلند مقام پر پہنچ چکا

https://www.ashrafia.net

ہے۔

اس واقعہ کے بعد والدہ محترمہ کچھ عرصے پاک پٹن میں رہیں اور پھر ۶۱۴ھ محرم الحرام میں اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

ولایتِ موسوی:

ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے۔آپ حضرت موسیٰ کے نقشِ قدم پر تھے یعنی آپ کو ولایت موسوی کا فیض ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ جلالی پیغمبر تھے اسی لیے صابر پاک میں بھی جلال تھا جس کا اظہار مختلف اوقات میں ہوا۔آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ سے بھرپور فیض حاصل کیا اور درجات و مراتب حاصل کرتے ہوئے فنافی اللہ کے مقام پر پہنچے۔حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے بھی بڑی محبت و شفقت سے آپ کی تربیت کی چنانچہ اپنے ایک شعر میں بابا صاحب فرماتے ہیں:

علم سینہ من بہ شیخ نظام الدین بدایونی رسید

وعلم دل من بہ شیخ علاؤالدین علی احمد فائز کردہ

یعنی میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرائیت کی ہے۔

شعروشاعری:

آپ کو شعر و شاعری کا بھی شوق تھا۔فارسی زبان میں شاعری کرتے تھے کیونکہ اس زمانے میں یہی زبان عام تھی۔آپ کا تخلص احمدؔ تھا۔کچھ اشعار میں آپ کا تخلص صابر بھی آیا ہے۔ جس طرح کہ اس شعر میں:

اس طرح ڈوب اس میں اے صابرؔ

کہ بجز ہو کہ غیر ہو نہ رہے

اور وہ شعر جس میں آپ کا تخلص احمدؔ آیا ہے وہ یہ ہے:

امروز شاہِ شاہاں مہماں شد است مارا

جبرئیل باملائک دراں شد است مارا

احمدؔ بہشت دوزخ بر عاشقاں حرام است

ہر دم رضائے جاناں رضواں شد است مارا

آپ کے یہ اشعار گلدستۂ اولیاء کے صفحہ ۲۱۴ پر موجود ہیں اس کے علاوہ ہم نے اور کسی کتاب میں آپ کے اشعار نہیں دیکھے۔ہوسکتا ہے کہ کسی اور کتاب میں آپ کا دیوان یا دیگر اشعار موجود ہوں۔اگر وہ کہیں سے دستیاب ہو تو اشعار کا بہترین ذخیرہ ہوگا۔واللہ اعلم

بیعت وخلافت:

”۱۷ محرم الحرام ۶۲۳ھ بمطابق ۱۲۲۶ کو آپ حضور بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر قدس سرہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔بیعت کے بعد آپ دن کے وقت اپنے مرشدِ کامل کی خدمت میں رہ کر تعلیماتِ تصوف و سلوک سے بہرور ہوتے اور رات کو اپنے حجرے میں محو عبادت و ریاضت و سلطان الاذکار میں مگن رہتے“۔

(انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء، جلد ششم، ص:۲۴۸)

(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

شوال المکرام کے فضائل ومسائل

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: ماہ شوال المکرم کن مہینوں میں شمار کیا جاتا ہے؟

جواب: شوال قمری سال کے دسویں مہینے کا نام ہے۔ پارہ: ۱۰، سورۃ التوبہ کی آیت نمبر: ۲ میں ارشاد ربانی ہے:

فَسِيۡحُوۡا فِى الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ

"سو پھر لو اس ملک میں چار مہینے"۔

مفسرین کے نزدیک ان ۴ مہینوں میں شوال، ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم کے مہینے شامل ہیں۔ چنانچہ شوال ان مہینوں میں ہے جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ ان چار مہینوں میں عرب اپنے ملک میں بغیر کسی قسم کے حملے کے بلاخوف چل پھر سکتے تھے۔ اس کا ذکر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر: ۵ میں آیا ہے، شوال کا مہینہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسرت وانبساط کا مژدہ سناتا ہے۔ خالق حقیقی کا دریارحمت صحراء صحراء عصیاں کو سیراب کردیتا ہے۔ گناہوں کے صحراؤں میں جب گردباد کی سیٹیاں بجتی ہیں اور جب عصیاں کے وسیع وعریض صحراء کے باسی جھلستے ہیں تو تھکے ہارے ہانپتے گناہگاروں اور خطا کاروں کے احساس ندامت کو دیکھ کر خالق حقیقی کی بے کراں شفقت جوش مارتی ہے۔ پیاس کے صحراء میں پھر انہیں یزداں زمزم پلاتا ہے۔

ماہِ شوال کا شمار حج کے مہینوں میں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ وَلَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى وَاتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ

ترجمہ: حج کے چند مہینے معیّن ہیں (یعنی شوال، ذوالقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ) تو جو شخص ان (مہینوں) میں نیت کرکے (اپنے اوپر) حج لازم کرلے تو حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے اور نہ کوئی (اور) گناہ اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرے اور تم جو بھلائی بھی کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو بے شک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔ (پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۹۷)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

قَالَ ابۡنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: اَشۡهُرُ الۡحَجِّ شَوَّالٌ وَ ذُو الۡقَعۡدَةِ وَ

https://www.ashrafia.net

عَشْرٌ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

حج کے مہینے شوال، ذی قعد اور ذوالحج کے ابتدائی دس دن ہیں۔

أخرجه البخاري، كتاب الحج، باب قول الله تعالى: (الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ) ۲،۵۶۵ (ذكره في ترجمة الباب)

سوال: شوال المکرم کے روزوں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ماہِ شوال المکرم میں روزے رکھنا احادیثِ طیبہ سے ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ درج ذیل احادیث ان روزوں کی فضیلت کو واضح کرتی ہیں۔

۱۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان، ج:۲، ص:۸۲۲، الرقم:۱۱۶۴)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، گویا اس نے عمر بھر کے روزے رکھے۔

۲۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: جَعَلَ اللهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ، فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ، وَسِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ج:۵، ص:۲۸۰، الرقم:۲۲۴۶۵)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دس گنا زیادہ کر دیتا ہے۔ رمضان کا ایک مہینہ (ثواب کے اعتبار سے) دس مہینے کے برابر ہے اور عید الفطر کے بعد چھ دن (روزہ رکھنے سے ساٹھ دن کے صیام کا ثواب ملا اور یوں) پورا سال (روزہ رکھنے) کا ثواب مل جاتا ہے۔

۳۔ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

(أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ج:۸، ص:۲۷۵، الرقم:۸۶۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

سوال: ماہِ شوال میں عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حج کی فرضیت کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ زادِ راہ پر قدرت ہونا شرط ہے، جسے استطاعت کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور زادِ راہ میں مکہ مکرمہ تک آنے جانے وہاں رہنے کے خرچ پر نیز واپس اپنے وطن آنے کے زمانے تک

https://www.ashrafia.net

اپنے اور اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ پر حاجت اصلیہ سے زائد قدرت ہونا ضروری ہے ،لہٰذا ماہ شوال میں جو شخص مکہ مکرمہ میں موجود ہے اور اس کے پاس یہ تمام خرچے نہیں ہیں تو اس پر حج فرض نہیں ہوا، پس حج کی ادائیگی بھی اس پر لازم نہیں ،تو وہ اپنے وطن واپس آسکتا ہے اور جب تک استطاعت نہ پائی جائے ،اس پر حج کی ادائیگی کے لیے آنا لازم نہیں ہوگا اور اگر اس کے پاس یہ تمام خرچے ہیں تو اس پر حج فرض ہو چکا اور اب اگر ویزہ نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اسے نکال دے گی ،تو اب وہ محصر کے حکم میں ہو جائے گا ،تو اس سال وہ وطن واپس آجائے ، اس وجہ سے وہ گنہگار نہیں ہوگا اور آئندہ سال اس پر حج کی ادائیگی لازم ہوگی۔

فیصلہ جات شرعی کونسل میں درج ہے :"کسی شخص نے ماہ شوال میں عمرہ کیا اور اس کے پاس ایام حج تک وہاں ٹھہرنے اور کھانے پینے کی استطاعت نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ، یونہی اہل وعیال کے نفقہ پر قدرت نہ ہو جب بھی حج فرض نہیں کہ استطاعت زادراہ اور نفقہ عیال شرط وجوب ہے۔ جو شخص کھانے پینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اگر چہ اس کے پاس حج تک کا ویزا ہو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ جو غنی مکہ مکرمہ میں ہے اور ایام حج تک وہاں ٹھہرنے کا ویزا نہیں اور شوال کا ہلال ہو چکا ہو تو شرائط وجوب ادا پائے جانے کی وجہ سے اس پر حج کی ادائیگی واجب ہوگی اور وہ حکم محصر میں ہوگا اور منع من السلطان کی وجہ سے وہ سال رواں حج نہ کر سکے تو گنہگار نہ ہوگا البتہ سال آئندہ ادائیگی حج لازم ہوگی۔

(فیصلہ جات شرعی کونسل ص:۲۲۳،۲۲۲،مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

وفیات

حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کے رشتہ دار جناب عبد الحفیظ قریشی مرحوم طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پاکستان کے مشہور نعت گو اور ثناء خواں جناب الحاج الحافظ مستقیم خان مستقیم صاحب محفلِ ختمِ قرآن کے دوران صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یاد رہے کہ حافظ صاحب کو درگاہ عالیہ اشرفیہ کی جانب سے "نشانِ اشرف" بھی دیا جا چکا ہے۔

ان دونوں مرحومین کے لیے ادارہ الاشرف دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

https://www.ashrafia.net

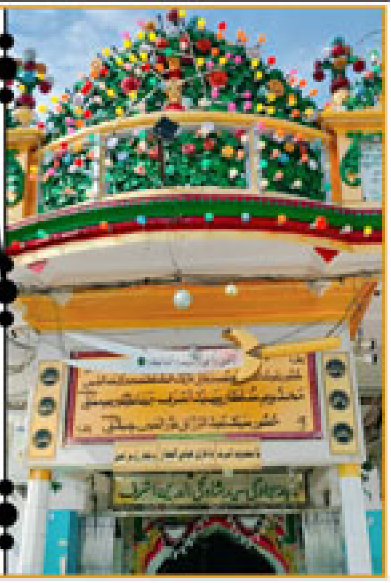

قسط:۱

علمائے اشرفیہ

حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

اکابرین اہلسنت میں حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمہ ایک معتبر نام ہے۔آپ کی دینی، علمی، تحریکی اور ملی خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔

ولادت:

آپ ۶/ مارچ ۱۹۲۳ء سنبھل کے ایک محلہ دیپا سرائے میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت مسعود غازی علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ جوچھٹی صدی ہجری اواخر میں بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے ۔ والد صاحب کا نام مولانا تفضّل حسین تھا۔ مفتی صاحب کی عمر دو سال کی ہوئی تو والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔آپ کی بہن نے پرورش کی ذمہ داری سنبھالی۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ناظرہ اور پرائمری تک تعلیم سنبھل میں حاصل کی۔

درسِ نظامی:

تیرہ برس کی عمر میں علم دین کی تڑپ میں آپ اہلسنت کی عظیم دینی درسگاہ (اُم المدارس) جامعہ نعیمیہ مرادآباد پہنچے۔ یہاں پہنچنے کا سبب آپ کے بہنوئی حضرت مولانا محمد یونس سنبھلی اشرفی علیہ الرحمہ بنے۔ جوخود بھی اس جامعہ نعیمیہ کے استاد تھے۔ فارسی کی کتب حضرت مولانا محمد حسین صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھی ۔ ابتدائی صرف ونحو مولانا شمس الحق بہاری علیہ الرحمہ سے ”ہدایۃ النحو“ اور ”قدوری“ وغیرہ حضرت علامہ مفتی امین الدین صاحب سے،”کافیہ“ اور ”مختصر معانی“ حضرت مولانا وصی احمد صاحب سے،”شرح جامی“ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ سے،”جلالین شریف“ اور ”مشکوۃ شریف“ مولانا محمد یونس اشرفی علیہ الرحمہ سے جب کہ دورۂ حدیث میں بخاری کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی علیہ الرحمہ سے آپ نے بخاری شریف کے علاوہ منطق میں ”قاضی“ اور علم الکلام میں ”شرح عقائد“ اور ”خیالی“ حدیث شریف میں بخاری اور تفسیر میں ”بیضاوی شریف“ پڑھی۔

ہم جماعت اور شرکائے علم:

یہ آپ کی خوش قسمتی کہ جامعہ نعیمیہ میں بہترین استاد کے علاوہ

https://www.ashrafia.net

آپ کو بہترین ہم جماعت میسر آئے۔

مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ، مولانا خدا بخش، مولانا محمد علی، مفتی حبیب اللہ (صاحبِ فتاویٰ حبیبیہ) مخدوم معین الدین اور مولانا ریاض الحسن رحمۃ اللہ علیہم جیسی شخصیات شامل ہیں۔

تدریس:

۱۹۴۰ء میں سندِ حدیث حاصل کی ۳/ماہ بعد استادِ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی اشرفی علیہ الرحمہ کے حکم اور حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی دعوت پر آپ لاہور مرکزی دار العلوم "حزب الاحناف" پہنچے۔ ۶/سال یہاں آپ نے معقولات و منقولات کی متوسط کتب کی تدریس فرمائی۔

سید صاحب علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں اور علامہ صاحب کی تدریسی سرپرستی میں یہ ۶/سالہ دورِ تدریس آپ کی ابتدائی تدریسی زندگی کا زرین دور تھا۔

جامعہ نعمانیہ:

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۳ء تک آپ نے اس قدیمی درسگاہ میں ہر قسم کی کتب درس نظامی پڑھیں۔ ان درسگاہوں میں طلبہ کی کثیر تعداد نے اکتسابِ علم کیا، جو بعد میں آسمانِ علم پر ستارے بن کر چمکے۔

جامع مسجد داتگراں کی خطابت:

لاہور تشریف فرما ہوئے تو آپ کا تقرر جامع مسجد داتگراں (برانتھ روڈ، لاہور) میں ہو گیا۔ مصروفیات کی وجہ سے آپ نے اس مسجد میں صرف خطبۂ جمعہ اور صبح بعد نمازِ فجر درسِ قرآن تک اپنے آپ کو محدود کر لیا۔

بے باک خطابت:

آپ ایک بے باک خطیب ہونے کی وجہ حکومتِ وقت کو غیر شرعی اور غیر اخلاقی امور پر متنبہ کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ آپ کو ڈسٹرک خطیب کے عہدہ سے بھی ہٹا دیا گیا، جو چار سال سے آپ کے پاس تھا، لیکن یہ ساری مشکلات اور قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کو پیغامِ حق سنانے سے باز نہ رکھ سکیں۔

تحریکِ ختمِ نبوت کا عظیم سپاہی:

۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریکِ ختمِ نبوت چلی، آپ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ فوجی عدالت میں مقدمہ چلا لیکن جرم ثابت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو رہا کر دیا گیا لیکن آپ خاموش سپاہی کی حیثیت سے اس تحریک کا حصہ رہے، جب حکومت کو علم ہوا تو آپ پھر گرفتار کر لیے گئے۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی علیہ الرحمہ کے ہمراہ شاہی قلعہ لاہور میں قید کر دیئے گئے اور صوبتیں برداشت کیں۔ (مقالاتِ سعیدی)

شخصیت:

مفتی صاحب باوقار نہایت سادہ منکسر المزاج، متواضع علم دوست شخصیت کے مالک تھے۔ تبحر علمی کے باوجود غرور و تکبر کا دور دور تک شائبہ نہیں تھا۔

https://www.ashrafia.net

موجودہ دور کے علماء میں جو تکلفات زیب و زینت ہم دیکھتے ہیں۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے ان سب سے بہت دور تھے۔ تحمل و برداشت آپ کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ آج بد قسمتی سے علمائے اہلسنت میں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔

معذرت کے ساتھ ہر ایک اہلسنت کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے، ہر ایک اختلافِ رائے کرنے والے کو اہلسنت سے خارج کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”مخالفین کے ساتھ ان کا رویہ مخاصمانہ نہیں ہمدردانہ ہوتا ہے۔ وہ اہل بدعت اور گمراہ فرقوں کے ساتھ تشدد اور منافرت کے سلوک کی جگہ خیر خواہی سے انہیں حق و صداقت کی تلقین کرنے کے قائل ہیں۔ ان کے اسی طرز تبلیغ کی وجہ سے کئی بیگانے اپنے اور کئی مخالف موافق ہو گئے۔

اے کاش! موجودہ دور کے علمائے اہل سنت (بظاہر علماء) مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت کا مطالعہ کریں اور ان کی اہلسنت کے لیے خدمات کو مشعل راہ بنائیں۔

جمعیت علماء پاکستان اور مفتی صاحب:

تحریکِ ختمِ نبوت کے بعد ۱۹۵۴ء میں جامع مسجد چوک دالگراں میں جمعیت کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں میٹنگ ہوئی اور آپ کو مغربی پاکستان کا ناظم مقرر کیا گیا اور آپ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ اور علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی معیت میں جمعیت کی خدمت میں مصروف رہے۔

علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کا ۱۹۶۱ء میں انتقال ہوا تو جمعیت کی قیادت منتشر ہو گئی۔ اس کیفیت کو مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی تکلیف سے برداشت کیا اور مستقل صورتِ حال کو بہتر بنانے میں مصروف رہے۔

بالآخر سات آٹھ سال کی محنت، جہدِ مسلسل اور برداشت کے بعد ۱۹۶۸ء میں مفتی صاحب علیہ الرحمہ علماء کے ساتھ مل کر جمعیت کے وقار کو بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

مفتی صاحب اور سلسلۂ اشرفیہ سے تعلق:

سلسلۂ اشرفیہ سے آپ کا گہرا تعلق تھا۔ آپ مسلکاً سنی حنفی اور مشرباً اشرفی تھے۔ ابتدائی عمر میں مجددِ سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت ہم شبیہ غوث اعظم سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر مراد آباد میں بیعت ہوئے۔ آپ کے بہنوئی اور استاد حضرت مولانا یونس سنبھلی اشرفی علیہ الرحمہ صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اور تاج العلماء محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ پہلے ہی اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

چنانچہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے تعلق عقیدت سلسلۂ اشرفیہ سے ساری عمر رہا۔

آپ اپنے پیر و مرشد سے بہت عقیدت و محبت رکھتے تھے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مخدوم المشائخ ابو المسعود سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین

https://www.ashrafia.net

آستانہ عالیہ اشرفیہ، سرکارِ کلاں) لاہور تشریف لاتے اور حزب الاحناف میں علامہ ابوالبرکات قادری اشرفی علیہ الرحمہ کے پاس ٹھہرتے اوران کے بعد علامہ سید محمد احمد رضوی علیہ الرحمہ کے پاس ٹہرتے تو حضرت مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ روزانہ حزب الاحناف حاضر ہوتے اور جامعہ نعیمیہ میں دعوت دیتے۔

۱۹۸۰ء کی دہائی کے کسی سال حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ لاہور تشریف فرما تھے۔ ان دنوں حضور فیض عالم حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرس کے سلسلے میں یہ راقم (حکیم سید اشرف) بھی لاہور میں موجود تھا، تو سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ تشریف لے گئے۔ والد صاحب (حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ) کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا، میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ وہاں میں نے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی عقیدت ومحبت کا پیکر دیکھا، وہ اپنے پیرزادے کا کتنا احترام فرمارہے تھے۔

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے تعلق:

ویسے تو والد صاحب علیہ الرحمہ ۱۹۶۹ء سے حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرس کے پہلے اجلاس کی صدارت فرماتے رہے اور مفتی صاحب خانوادۂ اشرفیہ کی نسبت سے والد صاحب کا احترام فرماتے تھے اور لاہور کے قیام کے دوران مفتی صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

یادگار ملاقات:

جب ۱۹۷۹ء دسمبر میں ماہنامہ ''الاشرف'' کا اجراء ہوا تو والد صاحب نے اس میں مدارسِ اہلسنت کے تعارف کا آغاز فرمایا اس کی ابتداء آپ نے جامعہ نعیمیہ لاہور سے کی۔ ماہنامہ ''الاشرف'' کا شمارہ جب مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں میں پہنچا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ ان دنوں والد صاحب علیہ الرحمہ مجاہدِ ملّت غازیٔ تحریکِ ختمِ نبوت مولانا سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ کے گھر ''حسنات منزل'' اندرون اکبر منڈی میں قیام فرماتے تھے۔ چنانچہ مفتی صاحب بنفس نفیس تشریف لائے اور ماہنامہ ''الاشرف'' میں جامعہ نعیمیہ کا تعارف شائع کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ کافی دیر والد صاحب قبلہ کے پاس نہایت مؤدب تشریف فرمارہے۔ اگرچہ عمر میں بڑے تھے لیکن خانوادۂ اشرفیہ کی نسبت سے بہت احترام فرمایا۔

پاکستان میں خانوادۂ اشرفیہ کی دوسری بڑی شخصیت بدرِ اشرفیت ڈاکٹر سید مظاہر اشرف علیہ الرحمہ سے بھی مفتی صاحب کا گہرا تعلق تھا۔ چچا جان قبلہ لاہور میں ''یومِ اشرف'' مناتے اور محدث اعظم ہند کانفرنس منعقد فرماتے۔ اس محفل کے لیے مفتی صاحب علیہ الرحمہ اور پھر علامہ سرفراز نعیمی شہید علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ کی لائبریری کا وسیع حال پیش فرماتے۔ اس طرح ایک عرصہ جامعہ نعیمیہ میں محدث اعظم ہند کانفرنس منعقد ہوتی رہی۔ مفتی صاحب کے وصال کے بعد علامہ سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ نے اس خانوادے سے تعلق کو قائم رکھا۔ مفتی صاحب ایک مرتبہ عرسِ اشرفیہ میں شرکت کے لیے لاہور سے تشریف لائے (جاری ہے)

کیا تعویذات میں اثر ہے؟

جناب حنظلہ اشرفی صاحب

تعویذ وہ قرآنی آیات اور اسماء الٰہی سے مرتب کردہ نقوش ہوتے ہیں جن سے انسان اپنے مسائل کا حل حاصل کرتا ہے یہ ایک طرح کی روحانی دوا ہے جس سے انسان اپنی جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفاء حاصل کرتا ہے بالکل اُسی طرح جس طرح نباتات وادویات کے ذریعے انسان اپنی جسمانی بیماریوں سے شفاء حاصل کرتا ہے۔

دنیا میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو تعویذ کا استعمال کرتے ہیں اور یہ ایک جائز امر بھی ہے۔ خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی۔ حضرت عمر بن شعیب اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ کلمات یاد کرائے جو ہم رات کو سوتے وقت پڑھا کرتے تھے بسبب خوف اور دہشت کے اور وہ یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ

(مسند احمد، مسند عبد اللہ ابن عمر، حدیث ۶۶۹۶)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت ان کلمات کی تلقین کرتے اور جو کم سن بچے ان کلمات کو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کے گلے میں ان کلمات کو لکھ کر ان کا تعویذ بنا کر ڈال دیتے۔

تعویذ استعمال کرنے والوں میں ایک تعداد ہے جو اس بات کا شکوہ کرتی ہے کہ تعویذات سے انہیں فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ قرآنی آیات تو اپنی جگہ اثر انداز ہوتی ہیں مگر بعض مرتبہ ظاہری طور پر جو اثر نہیں ہوتا اس کی وجوہات ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

سب سے پہلا تو یہ کہ وہ اللہ کی ذات پر بھروسہ نہیں کرتے اور صرف تعویذ کو ہی مؤثر سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہ غلط بات ہے۔ مؤثر حقیقی خالقِ کائنات عزوجل کی ہی ذات ہے جو تعویذ پر اثر پیدا فرماتی ہے۔ تعویذ پر ضرور بھروسہ رکھنا چاہیے مگر ربِ کریم عزوجل پر بھروسہ سب سے پہلے ہونا چاہیے کہ تعویذ مسائل کی آسانی کا سبب ہے مگر خالقِ کائنات مسبب الاسباب ہے یعنی اس کے حکم کے بغیر یہ تعویذ بھی اثر نہ کریں گے۔ بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ پر کامل بھروسہ

https://www.ashrafia.net

کریں جیسا کہ قرآنِ کریم میں حکم ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

''اور ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ پر ہی بھروسہ کریں''۔

(پارہ:۱۰،سورۃ التوبہ،آیت:۵۱)

ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ اُس سے اچھا گمان بھی رکھا جائے۔ بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ: تعویذ تو لے لیا لیکن کیا یہ فائدہ دے گا؟ یا اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اب بھی اس بات پر مطمئن نہیں ہے کہ تعویذ سے فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ یاد رکھیں رب کریم سے جیسا گمان رکھیں گے ویسا پائیں گے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، حدیث ۷۵۰۵)

دوسرا جو اہم سبب ہے وہ یہ ہے کہ ہم فرائض کی پابندی نہیں کرتے۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ جب ہم لوگوں کو کہتے ہیں کہ آپ باجماعت نماز کے لیے تشریف لے آئیں تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر باجماعت نماز کو ہی ترک کر دیتے ہیں اور کچھ تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں کہ نماز کو ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ فرائض کی پابندی کرے چاہے وہ نماز کی صورت میں ہو یا پھر روزہ و زکوٰۃ کی صورت میں۔ جو لوگ فرائض کو چھوڑتے ہیں ان کے لیے قرآن و احادیث میں وعیدیں موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ.

(پارہ:۲۹،سورۃ المدثر،آیت:۴۲تا۴۳)

ترجمہ: ''تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے''۔

تیسرا سبب تعویذ کے اثر نہ کرنے کا یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں کئی جگہوں سے تعویذات لے رہے ہوتے ہیں جو کہ سراسر غلط طریقہ ہے۔ دنیاوی مثال لی جائے تو اس میں بھی یہ غلط طریقہ شمار ہوتا ہے یہ آپ خود بھی جانتے ہیں کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے اور وہ مختلف طبیب حضرات سے دوا لیتا ہے تو ہر طبیب یہی کہتا ہے کہ جس سے تم علاج کروا رہے ہو وہ دوائیں چھوڑ دو کہ اس سے غلط اثر ہو سکتا ہے۔ جب دنیاوی معاملات میں اتنی احتیاط ہے تو روحانی معاملات میں تو بدرجۂ اولیٰ احتیاط کرنی چاہیے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر ایک جگہ سے علاج کروا رہے ہو تو پھر دوسری جگہ سے نا کراؤ کہ اس سے اثرات اُلٹے بھی ہو سکتے ہیں بسا اوقات تو تعویذ کا اثر دوسرے تعویذ سے ٹکراتا ہے اور نقصان کا باعث بنتا ہے''۔

چوتھا سبب اپنی مرضی کرنا ہے۔ اس کی مثال کچھ یوں سمجھیں کہ اگر آپ کو کہا جائے کہ ایک ۴۰۰ صفحات والی کالے رنگ کی کتاب لے آؤ اور آپ ۳۰۰ صفحات والی سفید رنگ کی کتاب لے آئیں تو جو چیز آپ سے طلب کی گئی آپ وہ نہیں لائیں ہیں اور وہ کسی کام کی بھی نہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر:۴۸)

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

''اشرف الصلاۃ''

ریسرچ اسکالر: سید محمد اظہار اشرف جیلانی

کتاب کا نام: ''اشرف الصلاۃ''

مصنف: حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ناشر: الاشرف پبلی کیشنز کراچی، پاکستان

نماز سیکھنے کی ایک اہم اور مفصل کتاب ہے، جس میں نماز کے تمام ضروری مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ایک معروف روحانی پیشواء ہونے کی حیثیت سے اپنی تعلیمات میں اُمت کی اصلاح اور مریدین کی تربیت کے حوالے سے شریعت محمدی ﷺ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں دنیا کے جس خطے کا بھی دورہ کیا اور جہاں جہاں بھی آپ گئے، وہاں پر آپ نے مساجد اور مدارس کی بنیاد رکھی اور اُمت محمدیہ بالخصوص مریدین کو نماز اور قرآن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ آج بھی دنیا کے مختلف مقامات پر آپ کی بنائی ہوئی مساجد اور مدارس قائم ودائم ہیں جہاں اللہ کے نیک بندے روزانہ پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور بچے قرآن مجید کی تعلیم تجوید و قرأت کے ساتھ سیکھتے ہیں حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے جب درگاہ شریف میں مسجد ''قطب ربانی'' تعمیر کی اور جوق در جوق لوگ مسجد میں نماز پڑھنے آنا شروع ہوئے تو ان میں بہت سے ایسے لوگ تھے جن کو نماز کے ضروری مسائل نہیں پتا ہوتے تھے اور وہ لاعلمی میں نماز پڑھتے وقت ایسی غلطیاں کر رہے تھے جس کی وجہ سے نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہو جاتا تھا۔ ان تمام صورتحال کو دیکھ کر حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے یہ کتاب تحریر فرمائی تاکہ لوگوں کو نماز کے بنیادی مسائل سے آگاہ کیا جاسکے۔

الحمدللہ! اُس دور میں بہت سے لوگوں نے اس کتاب سے بھرپور فائدہ حاصل کیا اور اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا پھر آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سید جمال اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں دی گئی قرآن کی آیات اور احادیث کی تخریج کرنا شروع کی تاکہ لوگ یہ جان

https://www.ashrafia.net

سکیں کہ یہ احادیثیں جواس کتاب میں موجود ہیں وہ کون سی اُمہات الکتب سے لی گئیں ہیں۔ یہ جناب صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی علیہ الرحمہ کی دن رات کی محنت ہے، جو آج آپ کے ہاتھوں میں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن تحقیق وتخریج کے ساتھ مفصل موجود ہے۔

کتاب کا مقصد نماز کے متعلق تمام اہم موضوعات کو واضح اور آسان زبان میں پیش کرنا ہے تاکہ ہر مسلمان نماز کے احکام اور مسنون طریقہ کار کو سمجھ سکے۔ کتاب میں نماز کے ارکان، اذکار مستحبات، مکروہات اور اس کی روحانیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

''اشرف الصلاۃ'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف فقیہہ مسائل ہی نہیں، بلکہ نماز کی روحانیت اور اس کے روحانی اثرات کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس کتاب کا اسلوب ایسا ہے کہ ایک عام مسلمان بھی اس کے ذریعے نماز کی اہمیت اور اس کے صحیح طریقہ کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کتاب **''اشرف الصلاۃ''** کی اشاعت **''اشرف پبلی کیشنز''** سے کی گئی ہے، جو کراچی میں اشرف آباد، فردوس کالونی واقع درگاہ عالیہ اشرفیہ سے متصل ہے۔ یہ کتاب ان افراد کے لیے نہایت مفید ہے، جو نماز کے معاملات میں گہرائی سے جانکاری حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسے اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

کتاب کی تحقیق وتخریج میں اعلیٰ معیار کا خیال رکھا گیا ہے، جس کی بدولت اس کی معلومات مستند اور مفصل ہیں۔ ان تمام خصوصیات کی بدولت یہ کتاب ایک قیمتی اور قابل مطالعہ منبع بن چکی ہے۔ آج بھی اگر کوئی نماز کے متعلق ضروری مسائل جاننے کی خواہش رکھتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ کراچی میں موجود درگاہ عالیہ اشرفیہ سے یہ کتاب حاصل کر کے اپنی نماز کو درست کرے۔ نماز دین کا ایک بنیادی اور اہم رکن ہے۔ اس کو درست کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنی نمازوں کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جنت کی خوشخبری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وہ عورت جو پانچوں وقت نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ بیوی جو اپنے شوہر کو خوش رکھے اور اِس کی اطاعت کرے اور اِس کی ضروریات کا خیال رکھے سب سے بہتر بیوی ہے''۔ (نسائی شریف)

https://www.ashrafia.net

غذائیت کی تکمیل

میں پھل اہم کردار ادا کرتے ہیں...

انتخاب: ''اخبارِ طب''

چھوہارا:

اس کا مزاج گرم خشک ہے گرم مزاج کو مضر ہے۔ بادام، انار اور خشخاش اس کے مصلح ہیں۔ مقوی بدن، خون پیدا کرتا ہے سرد مزاج والوں کی باہ بڑھاتا ہے، فالج ولقوہ کے لیے مفید ہے۔

تربوز:

تربوز کا مزاج سرد تر بدرجہ دوم ہے۔ سرد مزاج ومعدہ کو مضر ہے گلقند اور شہد اس کے مصلح ہیں۔ مقدار خوراک ایک پاؤ ہے۔ پیشاب آور ہے پیاس کو تسکین دیتا، جوش صفرا کو دور کرتا ہے۔ گرم بخار میں مفید ہے۔ بدن کو تری بخشتا ہے۔ گردہ ومثانہ کی پتھری خارج کرتا ہے یرقان میں مفید ہے۔

خربوزہ:

خربوزہ یہ تسکین بخش اور پیشاب آور ہے۔ بدن کی پرورش کرتا ہے جو لوگ معدے کی تیزابیت سے بار بار تکلیف اٹھاتے رہتے ہیں، ان کے لیے خربوزہ بہت ہی مفید ہے۔ اس سے ہضم کی خرابی کی شکایت بھی دور ہوجاتی ہے۔ خربوزے میں قلوی اجزا کی دوسری غذاؤں کے مقابلے میں بہتات ہوتی ہے اسی لیے یہ تیزابیت کو فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پھل کا پانی شدید اکزیما اور چہرے کی جھائیوں کو دور کرنے میں بڑا عمدہ اثر دکھاتا ہے

انار:

انار کے رس میں ۱۳ رفیصد شکر اور ایک فیصد سے کم نائٹرک ایسڈ ہوتا ہے۔ تازہ انار کا یہ ایسڈ اور شکری رس بدہضمی کے لیے نہایت مفید ہے۔ بخار میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے، پیاس کو بجھاتا ہے۔ انار کا شربت ٹھنڈا اور فرحت بخش ہوتا ہے۔ تمام صفراوی بیماریوں کو فائدہ دیتا ہے۔ اس کے چھلکے میں بھی بڑے فائدے قدرت نے مضمر رکھے ہیں۔ چنانچہ دستوں اور پرانی پیچش کو انار کے چھلکوں کو پکا کر پلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

۲ تولے چھلکوں کو ۲۵ تولے پانی میں پکا لیا جائے۔ ٹھنڈا ہونے پر شکر سے میٹھا کر کے ۳۔۴ بار پیا جائے۔ چار تولے چھال کو تین پاؤ پانی میں پکا لیا جائے اور اس میں لونگ یا دار چینی بھی ڈال لی جائے، پانی کو خوب پکانا چاہیے۔ اس پانی کو صبح سویرے نہار منہ پی لیا جائے۔ پہلے صرف چار تولے پینا چاہیے اور آدھے آدھے گھنٹے کے وقفے سے چار پانچ مرتبہ پیا

https://www.ashrafia.net

جائے۔ آخری خوراک پی کر کیسٹر آئل میٹھے دودھ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔ کیسٹر آئل کی خوراک مریض کی عمر کے لحاظ سے اسے ۲ تولے تک ہوسکتا ہے۔ اس طرح بارہ گھنٹے کے اندر ہی کیڑے پیٹ سے خارج ہوجائیں گے۔

مالٹا:

اس کا مزاج سرد تر ہے۔ سرد مزاج کو مضر ہے۔ شہد اس کا مصلح ہے۔ مناسب مقدار میں کھانا چاہیے۔ مفرح ومقوی قلب ہے۔ حدت خون، صفرا اور اختلاف قلب کو دور کرتا ہے۔

خوبانی:

خوبانی کا مزاج سرد تر بدرجہ دوم ہے، سرد مزاج کو مضر ہے، شکر اجوائن اور سکنجبین اس کے مصلح ہیں۔ بقدر حاجت کھائی جاتی ہے۔ خون وصفراء کے جوش اور پیاس کو تسکین دیتی ہے۔ سوزش معدہ اور تپ و بخار میں مفید ہے۔

آڑو:

آڑو ایک لذیذ پھل ہے، جس کو شفتالو بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کو ''پیچ'' (Peach) کہتے ہیں۔ یہ ایسا پھل ہے جس کے عمدہ ذائقے کے ساتھ ساتھ بہت سے فائدے بھی ہیں اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اچھا آڑو وہ ہوتا ہے جس کی گٹھلی آسانی سے علیحدہ ہوجائے کچے آڑو کا رنگ سبز ہوتا ہے پکا ہوا آڑو سرخی مائل ہوتا ہے، مزاج کے اعتبار سے آڑو سرد ہوتا ہے۔ یہ معدہ اور جگر کو طاقت دیتا ہے پیاس کی شدت کو کم کرتا ہے، اس کے کھانے سے خون کی گرمی رفع ہوجاتی ہے اور گرمی کی وجہ سے جو گھبراہٹ ہوتی ہے وہ دور ہوجاتی ہے آڑو کی گٹھلی میں جو مغز ہوتا ہے اس کا تیل نکال کر کان میں چند قطرے ٹپکانے سے کان کے درد کو آرام آجاتا ہے۔

اناناس:

اناناس کا مزاج درجہ دوم میں سرد تر ہے سرد مزاج کو مضر ہے۔ نمک اور مربہ ادرک اس کے مصلح ہیں۔ پانچ تولہ تک کھایا جاسکتا ہے۔ مقوی دل و دماغ معدہ وجگر ہے، دافع خفقان ہے صفرا کی تیزی دور کرتا ہے، دیر ہضم ہے۔

لیچی:

اس کا مزاج سرد تر ہے۔ سرد مزاج کو مضر ہے۔ مرچ سیاہ اس کی مصلح ہے بقدر برداشت کھانی چاہیے مفرح وقوی دل و دماغ اعصاب اور معدہ ہے پیاس بجھاتی اور بدن کو فربہ کرتی ہے۔

شریفہ:

اس کا مزاج گرم تر بدرجہ دوم ہے۔ معدہ کو مضر ہے۔ ترشی اور سکنجبین اس کے مصلح ہیں۔ طبیعت نرم کرتا ہے لیکن مواد حرکت میں لاتا ہے۔ خفقان دور کرتا ہے اور مادۂ حیات پیدا کرتا ہے

چکوترا:

اس کا مزاج سرد تر بدرجہ دوم ہے۔ جگر اور سینہ کو مضر ہے۔ اس کے مصلح شکر اور شہد ہیں۔ صفراء اور خون کی حدت کم کرتا ہے۔ بھوک لگاتا پیاس بجھاتا اور معدہ کو قوت دیتا ہے۔

فالسہ:

اس کا مزاج سرد خشک ہے، سرد مزاج کو مضر ہے، کمونی اور گلقند

https://www.ashrafia.net

اس کے مصلح ہیں۔ ایک چھٹانک تک کھایا جاسکتا ہے۔ دل معدہ اور جگر کی حرارت کو تسکین دیتا ہے صفراوی امراض سوزش بول سوزاک اور ذیابیطس میں مفید ہے۔

سنگھاڑا:

تازہ سنگھاڑے کا مزاج سرد تر اور خشک کا مزاج سرد خشک ہے ثقیل اور دیر ہضم ہے۔ نمک سیاہ مرچ اور شکر اس کے مصلح ہیں دس دانے تک مقدار خوراک ہے۔ گرم امراض میں مفید ہے

لیموں:

لیموں مشہور پھل ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق اس کے رس میں حیاتین ج (وٹامن سی) کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں ہیضہ وغیرہ وبائی مرضوں میں غذا کے ساتھ اس کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے اس کے علاوہ حیاتین (ب) (وٹامن بی) بھی اس میں موجود ہوتے ہیں، لہٰذا اس کا رس خون کو درست حالت میں رکھتا ہے، غذا کو ہضم کرتا بھوک لگاتا ہے۔ لیموں کا رس عام طور پر دال ترکاریوں میں نچوڑ کر استعمال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے غذا رغبت سے کھائی جاتی ہے۔ لیموں کا رس صفرا کی زیادتی کم کرتا ہے اور پیاس بجھاتا ہے، اس فائدے کے لیے گرمیوں میں لیموں کا آب شورہ بنا کر پیتے ہیں یعنی چینی حل کر کے شربت بناتے ہیں اور پھر اس میں لیموں کا رس نچوڑ کر پیتے ہیں اس سے دل و دماغ کو تسکین ہوتی ہے۔

پپیتہ:

نہایت عمدہ پھل ہے۔ اس کے کھانے سے پرانے دستوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی ترکاری پکا کر کھانے سے عورتوں کو دودھ خوب اترنے لگتا ہے۔ کچے پھل میں دوائی اثرات بہت زیادہ ہیں اس کے ٹکڑے داد پر ملنے سے داد کو آرام ہوجاتا ہے روزانہ کچھ دنوں تک استعمال کرنے سے دائمی قبض، خونی بواسیر اور بدہضمی کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا رس پینے سے حیض کھل کر آجاتا ہے۔

استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ کچے پپیتے کا رس ایک تولہ، شہد ایک تولہ ملا کر اس میں چار تولے جوش دیا ہوا گرم پانی ملا کر پورا کا پورا پلا دیا جائے (پیٹ میں کیڑے ہونے کی صورت میں) اس کے کچھ دیر بعد کیسٹر آئل پلا دینا چاہیے۔ بدہضمی میں اس کا سفوف بہت مفید ہوتا ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ کچے پھل کا گودا کھرچ کر اس کا دودھیا رس جمع کر کے دھوپ میں سکھا لیا جائے اور نصف سے ایک رتی تک کی مقدار میں کھلایا جائے۔ خوراک میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے اس کے استعمال سے گیسٹرک جوس (رطوبت معدی) زیادہ مقدار میں تراوش پانے لگتی ہے اور معدے کی غشائے مخاطی کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ اسی سفوف کو پانی میں ملا کر ورم حلق میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ گلیسرین میں شامل کر کے لگایا جائے تو بہت مناسب ہے سرخ بادہ اور پرانے اکزیما میں خاص طور پر ہاتھوں کے اکزیما میں اسی سفوف کے جو "پے پین" سے موسوم ہے، بطور مرہم استعمال کرنے سے بے حد فائدہ ہوتا ہے۔

....

https://www.ashrafia.net

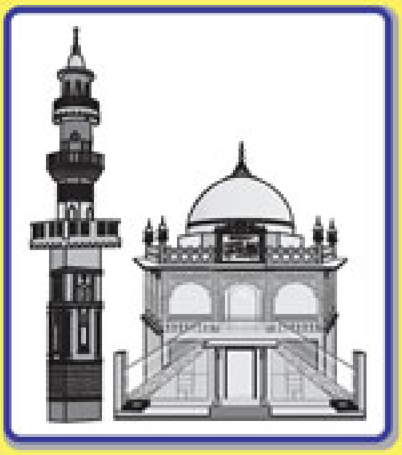

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

دورۂ پنجاب:

۲۹ ؍رجب المرجب ۱۴۴۶ھ بمطابق ۳۰ ؍جنوری ۲۰۲۵ء بروز جمعرات بعد نمازِ فجر ۸ بجے کی فلائٹ سے فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی دورۂ پنجاب کے لیے لاہور روانہ ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد آپ لاہور پہنچے وہاں پر مریدین نے استقبال کیا۔ حضرت اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے مرید جناب حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی کے پوتے جناب شاہ میر پراچہ کی شادی میں شرکت کے لیے آپ نے چار دن لاہور میں ہی قیام فرمایا۔ اس دوران مزاراتِ مقدسہ پر حاضری دی، جن میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت میاں میر صاحب اور حضرت شاہ جمال صاحب رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

منڈی احمد آباد:

لاہور کے قیام کے بعد آپ بروز پیر ۳ ؍فروری ۲۰۲۵ء کو منڈی احمد آباد روانہ ہوئے۔ تقریباً تین گھنٹے کا سفر طے کر کے منڈی احمد آباد پہنچے وہاں پر قاری علی رضا اشرفی، قاری احمد رضا اشرفی و برادران نے آپ کا استقبال کیا۔ بعد نمازِ ظہر جامعہ نور القرآن، منڈی احمد آباد میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ”قرآن اور تعلیمِ قرآن“ کی اہمیت پر گفتگو فرمائی۔ کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت اور طلبہ کرام نے اس محفل میں شرکت کی۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ یہ محفل نمازِ عصر تک جاری رہی اس موقع پر طلبہ کی دستار بندی بھی ہوئی اور اسناد بھی تقسیم کی گئی۔ محفل کے بعد مختلف گھروں کا آپ نے دورہ فرمایا اور وہاں پر دعا فرمائی۔ بعد نمازِ مغرب رہائش گاہ پر مریضوں سے ملاقات فرمائی اور ان کے لیے روحانی علاج تجویز فرمائے۔

ساہیوال:

۴ ؍فروری ۲۰۲۵ء بروز منگل بعد نمازِ ظہر منڈی احمد آباد سے ساہیوال کے لیے روانہ ہوئے، راستے میں ایک جگہ کچھ دیر

https://www.ashrafia.net

قیام فرمایا اور وہاں پر مریدین و معتقدین سے ملاقات فرمائی اور ان کے لیے دعا کی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں آپ ساہیوال پہنچے۔ حلقۂ اشرفیہ ساہیوال کے مریدین نے آپ کا استقبال کیا۔ جامع مسجد والضحیٰ، لیبر کالونی میں آپ نے قیام فرمایا۔ بعد نمازِ مغرب جامع مسجد غوثیہ، بکرا منڈی، ساہیوال میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا قاری فاروق اشرفی نے اپنے طلبہ اور دیگر حضرات کے ساتھ حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے خطاب میں سورۃ النساء کی آیت مبارکہ:

"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" کو عنوان سخن بنایا اور ساتھ ہی ساتھ موضوع کے مطابق احادیث کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ: "اگر ہم اس آیت مبارکہ کو سمجھیں اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزاریں تو یقیناً حقیقی کامیابی نصیب ہوگی" خطاب کے بعد نمازِ عشاء ادا کی گئی، بعد ازاں قاری حسنین رضا اشرفی نے ختم شریف پڑھا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

۵ رفروری ۲۰۲۵ء بروز بدھ بعد نمازِ ظہر ساہیوال سے ایک گھنٹے کی مسافت پر پاک پٹن شریف دربارِ شیخ الاسلام، قدوۃ الاولیاء، زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ مزارِ مبارک پر حاضری کے بعد صحن میں حضرتِ پیر میاں محمد علی خاں صاحب بصی شریف علیہ الرحمہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دی اور تمام کے لیے دعا فرمائی۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، قاری علی رضا اشرفی، قاری حسن رضا اشرفی بھی شاملِ سفر تھے۔

۵ رفروری ۲۰۲۵ء نمازِ مغرب تا عشاء جامع مسجد والضحیٰ لیبر کالونی میں سالانہ محفل شانِ اولیاء منعقد کی گئی۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ خطاب سے قبل حافظ و قاری حسنین رضا اشرفی نے تلاوتِ کلامِ مجید فرمائی۔ (قاری حسنین رضا اشرفی حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے مرید وخلیفہ قاری جان محمد نوری اشرفی علیہ الرحمہ کے فرزند ہیں۔ ماشاء اللہ حافظ قرآن بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سبع قرأت کے قاری بھی ہیں) تلاوتِ کلامِ مجید کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت و محبت پیش کی۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے خطاب میں "نظر" کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ قرآن مجید سے دلائل بھی دیے اور ساتھ ہی ساتھ اچھی نظر اور بُری نظر کے فرق کو واضح فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ: "نظر انسان کے نامہ اعمال میں نیکی اور برائی دونوں کے اضافے کا سبب بنتی ہے۔ اگر ہم بزرگانِ دین و اولیاء کاملین، اصحاب و اہلبیت

https://www.ashrafia.net

رسول ﷺ کے احکام کو اپناتے ہوئے اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں تو یقیناً ہماری نگاہ میں بھی تاثیر پیدا ہوسکتی ہے"۔خطاب کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے نمازِ عشاء کے بعد آنے والے تمام لوگوں کے لیے خصوصی دعا فرمائی محفل کے بعد آپ نے مریدین ومعتقدین سے ملاقات فرمائی اوران کے روحانی وجسمانی مسائل سنے اوراس کے لیے حل تجویز فرمایا۔کثیر تعداد میں طلبہ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے ہاتھ پر داخل سلسلۂ اشرفیہ ہوئے۔

فیصل آباد:

۶ رفروری ۲۰۲۵ء بروز جمعرات بعد نمازِ ظہر ساہیوال سے فیصل آباد روانہ ہوئے۔تقریباً ایک گھنٹے کا سفر طے کرکے آپ مرکزِ اشرفیہ،شیخوپورہ روڈ،فیصل آباد پہنچے۔وہاں پر حلقۂ اشرفیہ ملتان کے امیر نور المشائخ ابوالمجتبیٰ صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور مریدین نے آپ کا استقبال کیا۔فیصل آباد میں اسی روز سالانہ محفل کا انعقاد کیا گیا۔الحمدللہ! ہر سال حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی آمد پر دربارِ اشرفیہ وجامع مسجد اشرف المشائخ قدس سرہ میں سالانہ اعراس کی محفل کا انعقاد ہوتا ہے۔بعد نمازِ مغرب تاوقتِ مناسب محفلِ عرس کا اہتمام ہوا۔ جس کی صدارت حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔خطاب سے قبل صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید مجتبیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید عثمان اشرف جیلانی، جناب زین ارشد اشرفی، جناب قاری ضیاء الرحمن اشرفی ودیگر نے ہدیۂ نعت و منقبت پیش کیں۔نظامت کے فرائض جناب علامہ قاری حافظ شوکت اشرفی نے انجام دیں۔حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ذکر وذاکرین کی فضیلت بیان فرمائی اور یہ بتایا کہ:" اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اگر تمہارا ذکر باقی رہے تو تم ہر وقت اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہو"۔خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا۔حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آنے والے تمام زائرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔

۷ رفروری ۲۰۲۵ء بروز جمعہ جامع مسجد غوثیہ، ماناوالا، میں خلیفۂ فخر المشائخ حضرت علامہ مفتی نذیر احمد قادری اشرفی مدظلہ العالی کے بلاوے پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی تشریف لے گئے اور وہاں پر اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔نمازِ جمعہ کے بعد کئی افراد داخل سلسلہ ہوئے اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے انہیں اوراد ووظائف اور نماز کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ حضرت علامہ مفتی نذیر احمد قادری اشرفی مدظلہ العالی نے ایک مدرسہ قائم کیا جہاں کثیر تعداد میں طلبہ وطالبات وہاں علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہورہے ہیں۔حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے مدرسہ کا بھی دورہ فرمایا اور خصوصی دعا فرمائی۔

بعد نمازِ عصر تا مغرب مرکزِ اشرفیہ میں مریدین ومعتقدین سے ملاقات فرمائی اور روحانی مسائل کے لیے اوراد ووظائف اور تعویذات عطا فرمائے۔بعدِ نمازِ عشاء حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید جناب ڈاکٹر ارشاد اشرفی وصاحبزادگان کے

https://www.ashrafia.net

گھر محفلِ نعت و بیان کا اہتمام ہوا۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے وہاں اصلاحی موضوع پر خطاب فرمایا۔ محفل کے بعد آپ نے عام ملاقات فرمائی اور لوگوں کے مسائل کا حل تجویز فرمایا۔

۸/ فروری ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ فیصل آباد کے نواحی گاؤں جہانگیر کلاں میں سالانہ محفل منعقد ہوئی۔ حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" پر مفصل گفتگو فرمائی۔

۹/ فروری ۲۰۲۵ء بروز اتوار حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید جناب شاہد قمر اشرفی مرحوم کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے فاتحہ خوانی کی اور اہلِ خانہ سے تعزیت کی۔ وہاں سے جناب علامہ شاہ زیب قادری اشرفی کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی لائبریری جو ان کے گھر میں قائم ہے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا بعدِ نمازِ مغرب تا عشاء مرکزِ اشرفیہ، فیصل آباد میں مریدین و معتقدین سے الوداعی ملاقات فرمائی۔

ملتان:

۱۰/ فروری ۲۰۲۵ء بروز پیر بعد نمازِ فجر فیصل آباد سے ملتان کے لیے روانہ ہوئے، تقریباً تین گھنٹے میں ملتان پہنچے۔ حلقۂ اشرفیہ، ملتان کے مریدین نے آپ کا شاندار استقبال کیا پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ بعد نمازِ عصر تا مغرب درسگاہِ اشرفیہ، قاسم بیلہ کینٹ میں مریدین و معتقدین سے ملاقات کی تقریباً دو دن آپ نے ملتان میں قیام فرمایا اور دو جلسوں سے خطاب کیا۔ پہلا جلسہ جامع مسجد غوثیہ، قاسم بیلہ کینٹ میں منعقد ہوا اور دوسرا جلسہ درسگاہِ اشرفیہ میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر آپ نے مزاراتِ اولیاء پر مریدین کے ساتھ حاضری دی اور تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

۱۲/ فروری ۲۰۲۵ء بروز بدھ دوپہر تین بجے کی فلائٹ سے ملتان سے کراچی پہنچے۔ یوں آپ کا مختصر دورۂ پنجاب مکمل ہوا۔

سیرت النبی ﷺ کانفرنس:

۱۲/ فروری ۲۰۲۵ء بروز بدھ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے دو روزہ علمی تحقیقی کانفرنس یونیورسٹی آف میانوالی، پنجاب میں منعقد کی گئی۔ جس میں کئی علمی و دینی شخصیات نے مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ کانفرنس کے ایک سیشن میں شرکت کے لیے کراچی سے صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی تشریف لے کر گئے۔ آپ نے نہ صرف کانفرنس میں شرکت کی بلکہ دیے گئے موضوع پر تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ کانفرنس کے بعد حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر علم الدین شاہ صاحب الازہری سے بھی ملاقات فرمائی اور ان کے ہمراہ مدرسے اور خانقاہ کا دورہ بھی کیا۔

سالانہ اجتماع شبِ برأت:

۱۳/ فروری ۲۰۲۵ء بروز جمعرات، درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی میں ہر سال کی طرح اس سال بھی اجتماع شبِ برأت منعقد کیا گیا۔ ۱۰ بجے سے رات گئے تک اجتماع

https://www.ashrafia.net

جاری رہا۔ کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے اس میں شرکت کی۔ محفل کے آغاز میں آیتِ کریمہ، درود شریف اور استغفار کا ورد ہوا۔ اسی دوران ثناء خوانی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تقریباً رات ڈھائی بجے حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی درگاہ شریف کے صحن میں تشریف لائے اور آنے والے زائرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں پندرھویں شعبان کی فضیلت پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد حلقہ ذکر ہوا۔ درگاہ شریف کا صحن، مقبرہ کی پہلی منزل، جامع مسجد قطب ربانی کی دونوں منزلیں اور باہر درگاہ کے گیٹ تک عوام موجود تھی۔ ذکر کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی، بعد ازاں شب برأت کے خصوصی نقش تقسیم کیے گئے۔ اجتماع کے اختتام پر لنگر کا بھی اہتمام ہوا۔

بقیہ ''کیا تعویذات میں اثر ہے''

اسی طرح جب مریض اپنی من مانی کرتا ہے کہ مجھے یہ نہیں وہ تعویذ دو تو پھر وہ تعویذ اثر ہی نہیں کرتا کیونکہ وہ دوا اس مرض کی ہے ہی نہیں تو فائدہ کیا دے گی۔ ساتھ ہی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مطلوب شدہ چیز تو لے لیتے ہیں مگر اس کو استعمال کرنے کا طریقہ نہیں سمجھتے یا سمجھ لیتے ہیں تو اس میں بھی اپنی مرضی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۔ (پارہ: ۲۷، سورۃ النجم، آیت: ۳۹)

''انسان صرف وہی پائے گا جس کی وہ کوشش کرتا ہے''۔

اب ہم کوشش ہی غلط کر رہے ہیں تو اس کا اثر بھی خطرناک ہی ہوگا مزید ایک سبب یہ بھی ہے کہ تعویذ جس مقصد کے لیے لیا جا رہا ہے وہ درست نہیں ہوتا۔ اسباب کی فہرست میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جس سے تعویذ لیا جا رہا ہوتا ہے وہ عملیات کے علم کو جانتا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ اس زمانے میں بہت سے لوگ عامل بنے پھرتے ہیں مگر وہ خود علاج نہیں کرتے بلکہ مریضوں کو کہہ دیتے ہیں کہ اتنا روپیہ لگے گا اور شعبدہ بازی کرتے ہیں۔ مریض سمجھتا ہے کہ علاج ہو رہا ہے مگر حقیقتاً علاج نہیں ہو رہا ہوتا صرف پیسہ برباد ہوتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان تمام وجوہات پر غور کرتے ہوئے اپنی زندگی کو صحیح راہ پر لانا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرنا ہے فرائض کی پابندی کرنی ہے اور ساتھ ہی اپنے معاملات و معمولات کو بھی درست رکھنا ہے پھر تعویذات بھی اثر کریں گے اور ہماری زندگی بھی ایک خوشحال زندگی بن جائے گی۔

شہیدِ غزوۂ اُحد

حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

یومِ شہادت: ۱۵؍ شوال المکرم ۳ھ

اللہ پاک ان کے مرقدِ مبارک پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے